وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ٥

ترجمہ

اور جو کوئی تعظیم کرے نشانیوں خدا کی پس تحقیق وہ پرہیزگاری دلوں کے سے ہے

الدلائل القویہ

فی

اثبات التعظیم والتحیہ

جس میں خان احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے رسالہ الزبدۃ الزکیہ کے بعض ضروری مقامات کا جواب دے کر ثابت کیا گیا ہے کہ خانصاحب نے اس رسالہ میں ہر چہار سلاسل کے اولیاء اللہ علیہم الرحمتہ کی توہین کر کے ہر نقشبندی قادری چشتی سہروردی کی دلآزاری کی ہے

از

انجمن نقشبندیہ کوٹ غلام محمد قصور مخصوصاً حضرت مولٰنا مولوی حافظ حاجی مقبول احمد صاحب میونسپل کمشنر
نقشبندی مجددی مرتضائی از غلامان دربار عالیہ قلعہ شریف

بار اول ایک ہزار شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ۔ قیمت ۸ آنے

(نقوش پریس لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
اَمَّا بَعدُ فَاِنَّ خَیرَ الحَدِیثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیرَ الھَدْیِ
ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا
وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَ
کُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ

مشائخ کرام کے سامنے زمین بوسی ان کے آستانہ کے عتبہ کو چومنا ان کی دست بوسی قدم بوسی کرنا ان کے روبرو جھکنا جائز ہے ان امور کو سجدۂ عبادت تو کیا سجدۂ تعظیم سے بھی ہرگز ہرگز کوئی تعلق نہیں اولیاء اللہ اور ان کے مزارات مقدسہ شعائر اللہ ہیں جن کی تعظیم عجلہٗ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ الآیتہ باعث تزکیہ قلوب ونجات اخروی ہے مولینا احمد رضا خاں بریلویؒ کا رسالہ الزبدۃ الزکیہ جس میں خان صاحبؒ نے سجدۂ تحیت اور زمین بوسی و جھکنا وغیرہ یہ سب امور شرک وحرام اور مثل سجدہ کے قرار دیئے ہیں. بلکہ خانصاحب رسالہ مذکور کے صفحہ ۵۴ پر رقمطراز ہیں کہ غیر خدا کو سجدۂ تحیت شراب پینے اور سور کھانے سے بھی بدتر ہے. بتائیے اس عبارت میں مشائخ عظام جن کے سامنے ہزارہا لوگوں نے ہر زمانہ میں قدم بوسی زمین بوسی اور انحنا کیا ہے کس قدر ان بزرگوں کی بے ادبی ہے اور خان صاحب کے اس فتویٰ کی زد کہاں تک پہونچتی ہے. خانصاحب بریلوی صفحہ ۷۸ پر لکھتے ہیں سجدۂ غیر پر امت کرشن کا ضرور اجماع ہے خانصاحب اسی رسالہ کے صفحہ ۷۹ پر فتاوی عزیزی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں سجدہ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے ہم فتاوی عزیزی کی عبارت نقل کرکے خانصاحب کے اس استدلال کا جواب دیتے ہیں. فتاوی عزیزی جلد ۲ ص ۱۰۶-۱۰۷ میں ہے،

این بزرگان تجویز سجدہ چرا میکردند غایت توجیہ فعل این اکابر بعد از تفتیش و

تفتیش بسیار چنیں قرار یافتہ کہ سجدہ را دو قسم دانستند سجدۂ عبادت و سجدہ تحیہ سجدہ عبادت را خود کفر و حرام شدیدے دانستند و سجدہ تحیہ را تجویز میفرمودند و فرق درمیان سجدہ عبادت و سجدہ تحیہ با وصف تغائر نیت و تعظیم باطنی در ہر یک بحسب ظاہر الامر موجود آنست کہ اگر عند الملاقات والمحاضرہ بطریق تعظیم و تکریم زائد بر تحیہ مسنونہ واقع شود آں سجدہ تحیت است و اگر لقصد تقرب الی رجال الغیب و تحصیل کیفیات نفسانیہ مطلوبہ واقع شود آں سجدہ عبادت است۔ چنانچہ سجدہ کفار بسوئے اصنام و سجدہ ملائکہ برائے آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام از قسم تحیت بود چنانچہ اکثر مفسرین برانند و بعضے گفتہ اند سجدہ برائے خدا بود و آدم را قبلہ کردن منظور بود بہرحال چوں ملائکہ در مقابلہ حق تعلیم اسما کہ از حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نسبت ایشاں واقع شدہ مامور باین نوع تحیہ شدند و دیگر متعلماں و مسترشداں بطریق اولیٰ نسبت بمعلماں و مرشداں خود مامور شوند قیاساً جلیاً و چوں در شریعت منسوخ است از فرضیت بندب انتقال نمود لیکن در مقدمات ایں استدلال شبہہ بنوعے کہ متوجہ میشود بر صاحب ظاہر اند چنانچہ خود قلمی فرمودند و قوی تر ازیں استدلال شبہہ دیگر است کہ عبد الکریم بہرہ گجراتی در تفسیر کلاں کہ بر وفق تصوف نوشتہ است آنرا در تفسیر سورہ یوسف آوردہ است حاصلش آنکہ موافق قاعدہ اصول شرائع من قبلنا حجۃ است مالم یظہر لنا ناسخ فی شرعنا سجدہ تحیہ در شریعت حضرت یعقوب علیہ السلام بنص کتاب کہ خروا لہ سجدا جائز بود پس در شریعت ما نیز جائز باشد و ناسخ ایں جواز در شریعت ما غیر از خبر واحد نیست وہو قولہ لو کنت آمر احدا ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجہا لکن لا ینبغی لبشر ان یسجد لغیر اللہ او کما قال و ناسخ نص کتاب را باید کہ خبر متواتر باشد نہ خبر واحد و معہٰذا ایں خبر واحد ہم محتمل است کہ نظر باشتباہ سجدہ تحیہ با سجدہ عبادت دادہ شدہ زیرا کہ مردم قریب العہد بالکفر بودند بعبادت غیر اللہ معتاد و خوگر در آں وقت منع مطلق فرمودند کالنہی عن الحنتم والمزفت و جواب ایں شبہہ آنست کہ دریں تقریر سراسر غفلات از اجماع قطعی است۔

خلاصہ یہ کہ ان بزرگوں نے سجدہ کو جائز کیوں قرار دیا انتہائی توجہ ان بزرگوں کے اس فعل کی تفتیش اور تفتیش بسیار کے بعد ایسی قرار پائی کہ انہوں نے سجدہ کو دو قسم جانا یعنی ان کے نزدیک

سجدہ دو قسم کا تھا اور یہ سجدہ کو دو قسم جانتے تھے۔ سجدہ عبادت اور سجدہ تعظیم۔ سجدہ عبادت کو وہ بزرگ لوگ خود کفر اور سخت حرام جانتے تھے۔ اور سجدہ تعظیم کو جائز جانتے تھے اور باوجود تغائر نیت اور تعظیم باطنی کے سجدہ عبادت اور سجدہ تحیت میں فرق یہ ہے کہ اگر بزرگوں کی ملاقات اور حضوری کیوقت تعظیم اور عزت تحیت اور سلام مسنونہ سے کچھ زائد ہو جاتے تو وہ سجدہ تحیت ہے اور اگر بقصد تقرب و تحصیل کیفیات مطلوبہ الی رجال الغیب واقع ہووے تو وہ سجدہ عبادت ہے چنانچہ سجدہ کفار اصنام کو اور سجدہ ملائکہ آدم علیہ السلام کو از قسم تحیت تھا چنانچہ اکثر مفسرین اسی پر ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ سجدہ خدا کے لئے تھا اور آدم علیہ السلام کو قبلہ بنانا منظور تھا بہر حال جب فرشتے بیچ مقابلہ حق تعلیم اسما کے جو نسبت ان کو حضرت آدم سے واقع ہوتی ساتھ اس قسم کی تعظیم کے مامور ہوتے تو دوسرے متعلم اور مسترشد بطریق اولی اپنے معلموں اور مرشدوں کے لئے مامور ہوں گے۔ از روئے قیاس جلی کے اور جب شریعت میں یہ منسوخ ہے تو فرضیت سے اباحت کی طرف منتقل ہوا لیکن اس استدلال کے مقدمات میں جس قسم کا شبہ متوجہ ہوتا ہے وہ ظاہر ہے چنانچہ خود رقم فرمایا ہے اور اس استدلال سے قوی تر شبہ اور ہے جو عبدالکریم بہرہ گجراتی نے تفسیر کلالی میں تصوف کے موافق لکھا ہے اور اس کو تفسیر سورہ یوسف میں لاتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ اصول کے قاعدہ کے موافق ہم سے پہلی شریعتیں حجت ہیں جب تک ہماری شرع میں ان مسائل شرائع ماضیہ کے ان مسائل کا ناسخ ظاہر نہ ہو اور سجدہ تحیت حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں بحکم خسروا لہ سجدہ جائز تھا پس ہماری شریعت میں بھی جائز ہوگا۔ اور اس سجدہ تعظیم کے جواز کا ناسخ ہماری شریعت میں سوائے خبر واحد کے نہیں ہے اور وہ حضور کا ارشاد کہ اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو البتہ میں عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اور قرآن پاک کی آیت کی ناسخ خبر متواتر ہو سکتی ہے نہ کہ خبر واحد اور معہٰذا یہ خبر واحد احتمال رکھتی ہے کہ نظر باشتباہ سجدہ تحیت کے ساتھ سجدہ عبادت کے دی جاوے اس لئے کہ لوگ کفر کے زمانہ کے ساتھ قریب العہد تھے۔ اور غیراللہ کی عبادت کے عادی اور خوگر تھے اور جواب اس شبہ کا وہ ہے کہ اس تقریر میں سراسر غفلت اجماع قطعی سے ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت مذکورہ سے حسب ذیل امور ثابت

ہوتے۔

۱۔ بزرگان دین کے نزدیک سجدہ دو قسم تھا سجدۂ عبادت اور سجدۂ تعظیم۔

۲۔ سجدۂ عبادت کو وہ لوگ کفر اور حرام جانتے تھے اور سجدۂ تعظیم کو جائز جانتے تھے

۳۔ اور سجدۂ عبادت و تعظیم میں فرق ہے۔

۴۔ جب فرشتے تعلیم اسماء کی وجہ سے مامور ہوتے تو وہ سارے تعلیم حاصل کرنے والے اور مرشد اختیار کرنے والے اپنے استادوں اور مرشدوں کےلئے بطریق اولیٰ اپنے استادوں اور پیروں کےلئے مامور بسجدہ ہوں گے۔

۵۔ اور جب یہ ہماری شریعت میں منسوخ ہوا تو فرضیت سے منتقل ہوکر مباح ہوا اگر اس استدلال میں ایک اور شبہ اس سے بھی قوی تر ہے کہ اصول کے قاعدہ کے موافق ہم سے پہلی شریعتیں حجت ہیں جب تک ان مسائل کا ناسخ ظاہر نہ ہو۔

۶۔ اور سجدۂ تعظیم کے جواز کا ناسخ ہماری شریعت میں سوائے خبر واحد کے نہیں ہے اور یہ خبر واحد بھی محتمل ہے کہ مراد سجدۂ عبادت ہو۔

ناظرین ملاحظہ فرمایئے کس قدر عبارت کا مطلب صاف ہے جس کو خان صاحب نے چیتاں بنا کر اپنے رسالچہ میں بے معنی بنا دیا ہے ہاں اس رسالچہ کی آخری عبارت کے الفاظ وجواب ایں شبہ آنست کہ دریں تقریر سراسر غفلت از اجماع قطعی است سے جو خان صاحب نے جواب دیا ہے اس میں خان صاحب بریلوی نے انصاف کا خون کیا ہے جو بوجوہ ذیل غلط ہے۔

۱۔ یہ آخری خط کشیدہ عبارت شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ کی نہیں آپ آخر عمر میں غایت ضعف کے باعث معذور ہو گئے تھے اور بہ مجبوری تحریر و تقریر کا کام مولوی اسمٰعیل دہلوی کے متعلق تھا لہٰذا یہ مولوی اسمٰعیل کی طرف سے الحاقی عبارت ہے جو حجت نہیں اور اس امر کا ثبوت کہ مولوی اسمٰعیل حضرت شاہ عبدالعزیزؒ صاحب کی تحریرات میں تصرف کیا کرتا تھا کتاب سوانح احمدی جو سید احمد صاحب بریلوی کے حالات میں لکھی گئی ہے کے صد ۱۴۳ سے ملتی ہے۔

جس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی مولوی اسمٰعیل دہلوی کو کافر نہیں[1] کہتے تھے

اور آخر وہ ان پر نیک ظن رکھتے تھے اس لئے ان کی اس عبارت سے استدلال کرتے ہیں باوجودیکہ جانتے تھے کہ یہ الحاق لغایت رکیک ہے پس خط کشیدہ عبارت بوجہ ذیل الحاقی ہے جس کا الحاق ناظر لبیب پر پوشیدہ نہیں یہ امر بعید از عقل ہے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ مضمون جواز سجدۂ تعظیم کو خود ہی مدلل اور مبرہن فرماویں اور اپنے پیش کردہ دلائل کا کوئی جواب بھی نہ دیں اور بلا دلیل

---

[1] ناظرین حیران ہوں گے کہ ہم نے یہ کیا کہہ دیا آج تک زمانہ دراز سے تو بریلوی دیوبندی کفر کی نزع کا فیصلہ ہونے میں نہیں آتا اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ان کے سید الطائفہ اسمٰعیل کو ہی کافر نہیں کہتے۔ حالانکہ مولینا بریلوی کے اتباع نے مدت طویل سے اس تکفیر بازی میں ایک طوفان برپا کر رکھا ہے پیارے ناظرین آپ حیران نہ ہوں خانؒ صاحب بریلوی کی تصانیف کی اکثر عبارتیں تضاد[2] و تناقض سے مملوٴ ہیں ہم اسی مقام کو بطور نمونہ ناظرین کے سامنے اپنے اس دعویٰ کی دلیل میں پیش کرتے ہیں ؎

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

مولوی احمد رضا خاںؒ صاحب بریلوی اپنے فتاویٰ افریقہ ص۱۱۵ میں رطب اللسان ہیں۔ جو دیوبندیوں کو کافر نہ کہے جو ان کا پاس لحاظ رکھے جو ان سے استادی یا رشتے یا دوستی کا خیال رکھے وہ بھی انہیں میں سے ہے انہیں کی طرح کافر ہے قیامت میں انہیں کے ساتھ ایک ہی رسی میں جکڑا

فتاوی افریقہ

---

[2] امید ہے اس مضمون پر ایک رسالہ تناقض رضائیہ ہماری انجمن شائع کرے گی۔

دو لفظوں میں کہ دریں تقریر سراسر غفلت از اجماع قطعی است کہکر تردید فرمادیں اس مضمون کے جوازی پہلو کو شاہ صاحب نے دلائل قاہرہ سے مدلل کیا ہے جن کا نمبروار جواب دینے سے صاحب رسالچہ زبدہ عاجز رہے آخر اس الحاقی عبارت کا سہارا لیکر سبکدوش ہو گئے اگر شاہ صاحب سجدۂ تعظیم کے قائل نہ ہوتے تو جواز کے دلائل کی تردید فرما کر عدم جواز کے دلائل قاہرہ دیکر

جائے گا (آغا نظر میاں کن ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

سبحان السبوح ص ۱۱۳ پر اس کے صریح خلاف لکھا ہے کہ علماء محتاطین انہیں (یعنی اسماعیل دہلوی اور اس کے تابعداروں کو) کافر نہ کہیں یہی صواب ہے وھو الجواب وبہ یفتیٰ وعلیہ الفتویٰ وھو المذہب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ وفیہ السداد (انتقاماً)

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۳ پر قطراز ہیں اور میں امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ (تمہید ایمان مصنفہ خان صاحب بریلوی ص ۴۳ ؎

تیرے قول و فعل میں ہوتا ہے بعد المشرقین
گو زبان و قلب میں کچھ فاصلہ اتنا نہیں

ناظرین فتاویٰ افریقہ سے حضرت خان صاحب بریلوی کا جو فتویٰ ہم نے نقل کیا ہے ایک دفعہ دوبارہ ملاحظہ فرمایئے اور پھر اس کے بعد ان کی دوسری کتابیں تمہید ایمان اور سبحان السبوح اور کوکبۃ الشہابیہ صفحہ آخر کی عبارتیں جو نقل ہو چکی ہیں بغور پڑھکر منطق کی بدیہی الانتاج شکل اول کے مطابق صغریٰ کبریٰ قائم کر کے نتیجہ نکالئے تو یہی نکلے گا ؎

اگر گویم زباں سوزد

یہ تو تھا فتاویٰ افریقہ کا اثر حضرت خان صاحب بریلوی کی ذات ستودہ صفات پر اب ہم

اس پہلو کو اس سے زیادہ مبرہن فرماتے اتنا کام تو مولوی اسمٰعیل دہلوی کر گئے بعد کے وہابیوں نے شاہ صاحب کے فتاویٰ سے اس فتویٰ کو بالکل ہی نکال دیا اور بہودیوں کو بھی مات کر دیا کیونکہ وہ تو عبارت کو محرف کرتے تھے انہوں نے نکال ہی دیا سجدہ تعظیمی کی حرمت پر اجماع قطعی کا دعویٰ کرنا بدیہی البطلان ہے جیسا کہ فتاویٰ عزیزی کی عبارت سے ثابت ہو چکا یہ

پاکستان بھر کے بریلوی علماء سے استفسار کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے فتویٰ مندرجہ فتاویٰ افریقہ کے رو سے حسب ذیل علماء اور مشائخ کے متعلق آپکا کیا فتویٰ ہے جس کا مطالبہ قبل ازیں وہابی دیوبندی بذریعہ ایک اشتہار مطبوعہ بارہا آپ سے کر چکے ہیں مگر مقابل اس کے جواب سے ایسے عاجز آتے

کہ چناں خفتہ اند کہ گوتے مردہ اند

ہم حکیم عبدالحق فیروزی دیوبندی کے اشتہار مطبوعہ کی کچھ عبارت بجنسہ یہاں نقل کر دیتے ہیں جس نے بریلویوں کی حق گوئی کا ناک میں دم کر دیا ہے چنانچہ وہ فتاویٰ افریقہ صفحہ مذکور کی عبارت پیش کرنے کے بعد بریلوی علماء کو مخاطب کرتا ہوا لکھتا ہے۔ ان بزرگوں کے حق میں آپ کا کیا فتویٰ ہے امید ہے آپ اپنے صحیح عقیدہ کا اظہار فرما کر اپنی حق گوئی پر مہر صداقت لگا دیں گے کتاب مجالہ بردوسالہ صفحہ ۴۸ پر پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی فرماتے ہیں۔ میں اہل حدیث کو بوجہ شغل قرآن وحدیث اچھا جانتا ہوں بلفظہ کتاب شہادۃ القرآن مصنفہ مولینا ومالفضل اولنا مولوی ابراہیم صاحب میر اہل حدیث سیالکوٹی جلد اول کے صفحہ ۲۲۷ پر پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ تقریظ لکھتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے اور دعا کرتے ہیں۔

اللّٰھم اید الاسلام والمسلمین واخذل الملاحدۃ والمبتدعین بطول حیاتہ واعف عن سیاتہ وضاعف حسناتہ بلفظہ کتاب خزینۂ معرفت مصنفہ صوفی محمد ابراہیم قصوری جو حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری کے سوانح حیات کے متعلق لکھی گئی ہے اور آج تک جس کی کسی بات کی تغلیط حضرت میاں صاحب کے کسی مرید اور سجادہ نشین سے ثابت نہیں صفحہ ۱۳۲ پر مرقوم ہے کہ میاں صاحب ایک دفعہ قصور گئے

سید الطائفہ وہابیہ کی زیادتی ہے اب محبوب سبحانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائیے مکتوبات شریف میں مکتوب نود و دوم میں ارشاد فرماتے ہیں بعضے از فقہا ہرچند سجدۂ تحیت لسلاطین تجویز نمودہ اند. بتائیے جب بعضے فقہاء سجدۂ تحیت کے جواز کے قائل ہیں تو اس کی حرمت پر اجماع قطعی کا دعویٰ باطل ہوا۔

تو حاجی جلال الدین اہل حدیث موضع جوڑہ کو ملنے گئے اور اس کے ہاں مہمان رہے. کھانا کھایا دودھ پیا وغیرہ ملخصاً اسی کتاب کے صفحہ ۳۸۴ میں ہے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا انور شاہ صاحب صدر مدرس دیوبند اور مولینا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور (جنہوں نے لاہور میں درس قرآن کا رواج دیا ہے) حضرت میاں صاحب شرقپوری کو ملنے گئے۔ آپ نے ان کی بڑی عزت کی اور اڈے تک آئے وداع کرنے کے بعد مؤلف سے کہا شاہ صاحب بڑے عالم ہو کر میرے جیسے خاکسار سے فرما رہے تھے کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں ایک ان میں (انور) شاہ صاحب ہیں۔

آئینہ مذہب بریلویہ صفحہ ۴ پر میاں صاحب شرقپوری کے خلیفہ اعظم اسمٰعیل شاہ صاحب کرموں والہ فرماتے ہیں

۱. غریب نواز کا بر دیوبند کا تابعدار ہے بلفظہ۔ ہم بخوف طوالت اسی قدر دلائل پر اکتفا کرتے ہیں ؎ اندکے باتو بگفتم غم دل ترسیدم ؛ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

بریلوی دوستو تمہاری حق گوئی کے امتحان کا وقت ہے۔ بولو ان بزرگوں کے حق میں تمہارا کیا فتویٰ ہے اگر کوئی جواب نہیں دے سکتے اور نہ ہی دے سکو گے کیونکہ اس فتوے دینے سے ان بزرگوں کے ہزاروں مُرید تمہارے مخالف ہو جائیں گے. اب خاموشی میں ہی تمہارا بھلا ہے تو آج سے اپنی تقریروں میں حدیث من وقر صاحب بدعۃ الخ اور لا تجالسوھم الخ کو موضوع تقریر بنانا چھوڑ دو ــــ مولوی محمد حسن فیض پوری جس کے دیوبندی وہابی ہونے پر اس علاقہ کا بچہ بچہ گواہ ہے اور اس کا لڑکا عبدالعزیز فیض پوری کھُلا وہابی دیوبندی ہے. اس مولوی محمد حسن دیوبندی

خاں صاحب جھکنا اور زمین بوسی وغیرہ کو بھی سجدہ قرار دیتے ہیں مگر اپنے سارے رسالے میں قدم بوسی کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ چونکہ قدم بوسی کا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہوتا تھا اور قدم بوسی بھی جھک کر ہوتی ہے اگر قدم بوسی کا اقرار کرتے تو زمین بوسی اور جھکنا وغیرہ بھی ثابت ہو جاتے لہٰذا قدم بوسی کا نام تک نہیں لیا۔ سائل زید، اعتراض کرتا ہے کہ آیات اخبار و قصص میں ناسخ و منسوخ نہیں کما فی نور الانوار

خاں صاحب بقول عمرو جواب دیتے ہیں کہ علماء مفسرین نے اس حکم کا منسوخ ہونا بیان فرمایا۔ معترض پھر جواب دیتا ہے کہ مفسرین کی مجرد رائے ہم پر حجت نہیں تاوقتیکہ کوئی آیت اس کی ناسخ یا ممانعت میں وارد نہو۔ اس کے جواب میں خاں صاحب نے چند آیات لکھی ہیں جن سے مراد سجدۂ عبادت ہے ورنہ خاں صاحب کے تابعین بتائیں کہ کن مفسرین نے اپنی تفسیروں میں ان آیات کو سجدۂ تعظیم کا ناسخ قرار دیا ہے۔ سجدۂ تعظیم کے نسخ میں احادیث کو پیش کرنا بھی انصاف کا خون کرنا ہے۔ کیونکہ سجدۂ تعظیمی کا ثبوت قرآن سے ہے جس کا نسخ قرآن سے ثابت نہیں کیونکہ قرآن کی ناسخ حدیث نہیں ہو سکتی۔ دیکھو مشکوٰۃ صفحہ ۳۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کلامی لا ینسخ کلام اللہ وکلام

مگر دہلی کی کتاب الحق المبین کے صفحہ ۹۱ پر مولانا مولوی ابو یوسف محمد شریف ساکنہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ اس کی وفات کے متعلق حسب ذیل قطعہ تاریخ لکھتے ہیں ؎

محمد حسن فاضل بے نظیر ؏ ز دار فنا چو رخ خود نہفت
دلم با سر جزع سال وفات ؏ لَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا بگفت

مولانا محمد شریف کوٹلوی نے اس کتاب پر تکملہ بھی لکھا ہے اس کے صفحہ ۸۱ پر رقمطراز ہیں۔ خدا بخشے نواب صدیق حسن خاں مسک الختام میں فرماتے ہیں۔ الخ رضائی دوستو بتاؤ جو شخص فیض پوری جیسے کٹر وہابی دیوبندی اور نواب صدیق حسن خاں وہابی کی اس قدر تعریف لکھے اور ان کے لئے بخشش مانگے اس کے متعلق تمہارا کیا فتویٰ ہے۔ آپ کے خلف الرشید مولوی محمد بشیر صاحب پر بھی اس استفتاء کا جواب دینا ضروری ہے۔

اللّٰہ ینسخ کلامی یعنی میرا کلام اللہ تعالیٰ کے کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کا کلام
میرے کلام کو منسوخ کر سکتا ہے۔ پس سجدہ تعظیم کے منسوخ ہونے کی آیت اسی طرح
صریح چاہیئے جیسے دو بہنوں کا ایک نکاح میں جمع ہونا اور تحویل قبلہ اور دربارہ حرمت خمر
آیات ناسخ موجود ہیں کوکبۂ شہابیہ صفحہ ۴۳ میں خانصاحب نے خود سجدۂ تحیتہ کو جائز فرمایا ہے۔
چنانچہ آپ کا ایک تابعدار آپ کو حسب ذیل خط لکھتا ہے کہ جناب کی معرکتہ الآرا تصنیف
جو کہ تقویۃ الایمان کے رد و ابطال میں تحریر ہے، خادم کی نظر سے گذری اس کے صفحہ ۴۳
پر سجدہ تحیتہ کے جواز میں جو عبارت مزین ہے۔ وہ حسب ذیل ہے الخ جناب کی مذکورہ
بالا تحریر کے صریح معنی تو یہی سمجھ میں آئے کہ سجدہ تحیت جائز ہے۔ زبدہ صفحہ ۵ جائز ہے۔ ناظرین دیکھئے
خان صاحب کی عبارت مندرجہ کوکبہ سے سائل صراحۃً سجدۂ تعظیم کا جواز سمجھتا ہے۔
مگر خان صاحب زبدہ صفحہ ۷ پر اس کی تاویل کرتے ہیں کہ اس میں زعم وہابی کا ابطال ہے
کیسی غلط اور رکیک تاویل ہے جو عند الضرورت گھڑی گئی ہے۔ سجدۂ تحیۃ کی حرمت پر خان
صاحب نے چالیس ۴۰ احادیث پیش کی ہیں جو قریباً اسی مضمون کی ہیں۔ کہ حضور فرماتے ہیں
کہ اگر کسی بشر کو لائق ہوتا کہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو فرماتا کہ شوہر کو
سجدہ کرے ہم خان صاحب کے اس کمال کو مانتے ہیں کہ آپ ایک دلیل[1] کو سینکڑوں نمبر دلیل
تک بڑھا سکتے ہیں جیسے اس ایک ہی حدیث کو مختلف کتابوں سے نقل کر کے حسب عادت
چالیس ۴۰ نمبروں تک تعداد بڑھا دی ہے، یا اس مضمون کی احادیث پیش کی ہیں۔ کہ بنی
اسرائیل وغیرہ نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ بتائیے اس سے مشائخ عظام کے

---

[1] ناظرین ایک دلیل کو بڑھا لینا تو آپ کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ بہت ایسے امور ہیں جو آپ بلا
دلیل صرف اپنی زبان سے ہی منوانا چاہتے تھے بطور نمونہ ایک مثال ملاحظہ ہو۔ خان صاحب کی کتاب
احکام شریعت صفحہ ۱۱۷/۱۱۸ ۲ میں ہے کوئی سائل حضرت مرزا مظہر جانجاناں رضی اللہ عنہ کا حوالہ دے کر
خانصاحب سے کوئی مسئلہ دریافت کرتا ہے آپ اس کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں، اگر یہ
مکتوب مرزا صاحب کا ہے اور اگر ان کا بے دلیل فرمانا سند میں پیش کیا جا سکتا ہے تو ان سے

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

رو برو زمین بوسی قدم بوسی وغیرہ اور تحیۃ وسلام کا کیا تعلق خان صاحب کی کتاب زبدۃ
صہ۴۲ پر فصل سوم کا عنوان ہے۔ ڈیڑھ سو نصوص فقہ سے سجدۂ تحیۃ حرام ہونے کا ثبوت
صاحبان ہم حاشیہ میں خان صاحب کی تصانیف سے ثبوت دے چکے ہیں کہ خان صاحب
کی تصانیف تضاد و تناقض سے مملوٗ ہوتی ہیں ایک ہی دلیل کو سینکڑوں نمبروں تک
پہنچا کر ایک بہت بلند مکان تیار کر کے فوراً اُس کی بنیادی اینٹ کو کھینچ کر منہدم کر دیتے
ہیں۔ چنانچہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کے کفریات کو کوکبۂ شہابیہ وغیرہ میں کئی سو نمبروں
تک پہنچا کر پھر اُس کو فوراً مسلمان مان لیا جو لوگ ناواقف ہوتے ہیں وہ آپ کے ان سینکڑوں
کی تعداد کے عنوان دیکھ کر خوف زدہ ہو جاتے ہیں لیکن جو لوگ حضور اعلیٰ کی عادت شریف
سے واقف ہیں اُن پر ان ہوائی فائروں کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ عنوان مندرجہ بالا کے ماتحت
آپ سجدۂ تحیت کی چھ صورتیں قرار دیتے ہوئے رسالہ زبدہ صفحہ ۴۲/۴۳ میں رقمطراز ہیں:۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بدرجہا اقدم واعلم حضرت زبدۃ العارفین سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ
السامی سبع سنابل شریف میں کہ بارگاہ رسالت میں پیش اور سرکار کو مقبول ہو چکی صہ۱ میں
فرماتے ہیں۔ ناظرین کرام دیکھئے سائل کس عزت سے حضرت مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ کا نام مبارک
لکھتا ہے اور خانصاحب نے بہ سبب اُس کینہ اور حسد کے جو اُن کو حضرت امام ربانی مجدد الف
ثانی رضی اللہ عنہ سے تھا کس قدر حقارت سے نقشبندی بزرگ حضرت جانجاناں قدس سرہ العزیز
کا نام معمولی الفاظ میں لکھا ہے۔ پھر ایک غیر معروف بزرگ کو بلا دلیل آپ پر فضیلت
دی۔ اور کتاب سبع سنابل کی بابت بلا دلیل لکھا کہ بارگاہ رسالت میں پیش اور مقبول ہو چکی۔ خانصا
حب بریلوی زندہ ہوتے تو ہم خم ٹھونک کر اُن سے پوچھتے کہ بتائیے حضرت مرزا جانجاناں علیہ
الرحمۃ کے ارشاد کو تو آپ نے بلا دلیل فرمایا اور خود بدولت ابھی چار سطریں نہ لکھنے پائے تھے
کہ دو باتیں بلا دلیل کہہ دیں۔ رضائی جماعت کے لائق ممبر و بتاؤ تمہارے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت
پر کب وحی نازل ہوئی جس کے ذریعہ سے آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت جانجاناں قدس سرہ العزیز
سے حضرت بلگرامی صاحب بدرجہا اقدم واعلم ہیں۔ اور کس بھرتے نے خان صاحب کے رو برو
سبع سنابل دربار رسالت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کر کے مقبول اور مصدق کرا لی تھی

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

(۱) غیر خدا کے لئے سجدہ کفر ہے (۲) غیر کو سجدہ مطلقاً کفر ہے اس میں تصریح اطلاق ہے از حال اکراہ کفر نہیں) ورنہ کفر قید اولین میں بھی ضروری ہے (۴) غیر کی نیت سے کفر اللہ عزوجل کے لئے نیت ہو یا کچھ نیت نہ ہو تو کفر نہیں (۵) بہ نیت عبادت کفر اور بہ نیت تحیت کفر نہیں اور کچھ نیت نہ ہو جب بھی غیر اللہ کی طرف (۶) اصلا کفر نہیں. اقول چلو چھٹی سے زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا ۔ ناظرین! جو لوگ بزرگوں کے سامنے قدم بوسی زمین بوسی کرتے ہیں یا جھکتے ہیں عموماً ان کی کچھ نیت نہیں ہوتی محض تعظیماً ایسا کرتے ہیں جو خان صاحب کے نزدیک بھی. کفر نہیں بلکہ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) تقریباً چالیس ۴۰ سال کا عرصہ ہوا اسی حسد اور کینہ کی وجہ سے خان صاحب نے ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ پر بھی فتوی لگا دیا تھا. حضور قبلہ عالم محدث علی پوری علیہ الرحمۃ نے مشائخ عظام کے ارشادات کی بنا پر حضرت شہنشاہ نقشبند اور حضرت مجدد الف ثانی علیہما الرحمۃ کی افضلیت بیان فرمائی تو حضرت خان صاحب بریلوی نے فوراً حسب ذیل فتوی جڑ دیا الجواب عمرو (پیر جماعت علی شاہ پنجابی) کا دعوی خلاف صوفیائے عظام و خلاف اولیاء کرام ہے بلکہ طریقہ قادریہ نقشبندیہ سے افضل و اعلیٰ ہے (مہر احمد رضا خاں) صلہ حضرت نے دلیل میں دو کتابیں پیش کیں۔ مقامات دستگیری اور اسلام کی چوتھی کتاب افسوس خان صاحب الف لیلہ اور داستان امیر حمزہ رض بھی پیش کر دیتے تو ادلہ کی تعداد بڑھ جاتی، ناظرین یہ فتوی ہمارے پاس موجود ہے جو صاحب دیکھنا چاہیں ملاحظہ فرما سکتے ہیں. اس کینہ اور حسد کا اثر جو خانصاحب کو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا. بعض علماء جماعت رضائیہ پر ہرگز نہیں جو ان کی تقریر و تحریر سے ثابت ہے. خانصاحب کی تصانیف سے عموماً اس کینہ کا ثبوت ظاہر ہے کہ حضرت مجدد صاحب قدس سرہ العزیز کا نام جہاں لکھتے ہیں پوری عزت سے نہیں بلکہ استخفاف سے لکھتے ہیں. یہی اعتراض قصور کے دیوبندیوں نے کیا تو اس کے جواب میں جو رسالہ چراغ ہدایت انجمن حزب الاحناف نے شائع کیا اس میں اس اعتراض کا بالکل جواب نہیں دیا جس سے ثابت ہے

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

بہ نیت تحیت بھی آپ کے نزدیک کفر نہیں جیسا کہ آپ کی عبارت مذکورۃ الصدر کے نمبر ۵ سے ثابت ہے ہم اپنے اس دعویٰ پر حاشیہ میں دلیل دے چکے ہیں کہ خانصاحب ایک بہت بڑی رفیع الشان عمارت تیار کر کے پھر فوراً اس کو منہدم کر دیتے ہیں الحمدللہ مسئلہ زیر بحث میں بھی ہمارے اس دعویٰ کی تصدیق ہو رہی ہے۔

(بر صفحہ گذشتہ) کہ یہ اعتراض اُن کو مسلّم ہے ورنہ بتائیں کہ اس اعتراض کا انہوں نے کیا جواب دیا ہے۔ نامعلوم خانصاحب کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سے کیوں عناد ہے۔ جب آپ کسی ولی اللہ یا محدث وغیرہ کا نام لکھتے ہیں تو سیدی وسندی کہہ کر پہلے ہی اُس پر قبضہ جما لیتے ہیں۔ حضرت سرکار غوث الثقلین کی ذات بابرکات پر بھی ایسا قبضہ جمائے ہوئے ہیں کہ گویا دربارِ غوثیت میں سوائے آپ کے کسی کی رسائی ہی نہیں ہے

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوقؔ اُس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

آپ کی جماعت کے افراد میں کبھی کبھی رفض کا ظہور بھی ہوتا ہے۔ لاہور میں کتاب اوراقِ غم شائع ہوئی جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کر کے رفض و بدعت کی پوری داد دی گئی جب اس کے خلاف علماء اہلسنت نے سختی سے پروپیگنڈا کیا تو نہایت ذلت کے ساتھ مصنف نے توبہ کی، دوسرا ایڈیشن شائع کیا تو اُس میں اُس توبہ نامہ کا ذکر تک نہیں کیا اور وہ جھوٹی اور موضوع روایات خلاف مذہب اہلسنت جو پہلے ایڈیشن میں لکھی تھیں دوسرے ایڈیشن میں بھی بدستور رہنے دیں۔ صرف اتنا کیا کہ جہاں جہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین لکھی تھی وہاں ملامت کے خوف سے تقیۃً تعریف لکھدی اور بہ سبب بے توجہی کے علماء اہلسنت اس چال سے واقف نہیں ہو سکے۔ گویا کتاب اوراقِ غم طبع دوم بھی روافض کی مجالس کی زینت ہے باستثناء بعض مضامین رافضیوں کی مجلسوں میں محرم اور غیر محرم میں اگر اس کتاب کا درس دیا جائے تو کسی رافضی کی تصنیف بلکہ دبیر و انیس کے مرثیوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ کتاب اوراقِ غم طبع دوم بھی کم علم اہلسنت عوام کے لئے خصوصاً زہر قاتل ہے اس کی بجائے سوانح کربلا حضرت

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

خود خانصاحب بریلوی کے قلم سے قدم بوسی زمین بوسی وغیرہ کا ثبوت

خان صاحب بریلوی اپنی دوسری کتاب احکام شریعت ص۱۱۱/۲ میں فرماتے ہیں مسئلہ نماز کے وقت مسجد میں تمام نمازی کسی شخص کے آنے پر تعظیماً کھڑے ہونا اور مثل سجدے کے قدموں پر سر رکھ کر بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا الجواب عالم دین اور سلطان الاسلام اور علم دین میں اپنا استاذ ان کی تعظیم مسجد میں بھی کی جائیگی اور مجالس خیر میں بھی اور تلاوت قرآن عظیم میں بھی عالم دین کے قدموں پر بوسہ دینا سنّت ہے اور قدموں پر سر رکھنا جہالت۔ ہم پوچھتے ہیں وہ عالم دین اور سلطان الاسلام یا استاذ جس کے قدموں پر تعظیماً بوسہ دیا جائے گا اوس کے قدم زمین پر ہوں گے یا اس کے سر پر اور بوسہ دینے والا جھک کر بوسہ دے گا جس کو رکوع سے زیادہ جھکنا ضروری ہے۔ یا اس کی ٹانگوں کو اٹھا کر اپنے منہ کے برابر کر کے بوسہ دیگا ؎

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی ؞ جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

خود اعلیٰ حضرت بریلوی کے قلم سے بوسۂ قبر و طواف قبر کا جواز

آپ اسی احکام شریعت ص۱۵ میں فرماتے ہیں مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیاء کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے۔ اور بوسۂ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) استاذ العلماء علامہ نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا درس محرم میں اہلسنت کے لئے اچھا ہے کتاب اوراق غم کے بطلان پر یہی دلیل کافی ہے کہ مفتی اعظم فقیہ دوران علامۂ زمان حضرت سید احمد صاحب قبلہ دامت برکاتہم نے اس کی تصدیق پر ایک لفظ بھی نہیں لکھا ہم مصنف اوراق غم کو آگاہ کرتے ہیں کہ اب بھی اس کتاب کی تصدیق اپنے برادر خورد حضرت سید صاحب قبلہ دامت برکاتہم سے کرا دیں تو ہم اپنا اعتراض واپس لے لیں گے مگر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

طیبہ اولیائے کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ فاصلہ سے کھڑا ہو
یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے۔ یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق
کا مقام دوسرا ہے۔ لکل مقام مقال ولکل مقال رجال ولکل رجال مجال ولکل
مجال منال۔ اس عبارت میں بوسۂ قبر کے متعلق علماء کا اختلاف نقل کیا ہے لیکن سجدۂ
تحیۃ کے متعلق اختلاف علماء سے قطع نظر بلا دلیل اجماع قطعی نقل کر دیا ہے جس کی
حقیقت ہم بیان کر چکے زیارت روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپ کے نزدیک
مسلک وہابیہ لہابیہ کا معتبر ہے چنانچہ اپنے کتابچہ ص۶۳ پر رقمطراز ہیں زیارت روضۂ
انور سید اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے نہ چومے نہ اس سے
چمٹے۔ نہ طواف کرے نہ زمین چومے کہ یہ سب بدعت قبیحہ ہیں۔ آپکی مذکورہ عبارت میں
عربی عبارت جو لکل مقام سے شروع ہو کر منال تک ختم ہوتی ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس
بارہ میں ہر شخص کا حال یکساں نہیں عوام کے لئے اور فتویٰ ہے۔ خاصوں خاص الخاصوں اور
اخص الخواص کیلئے اُن کے مقامات کے مطابق جدا جدا احکام ہیں اور عشاق کیلئے جدا گانہ
قربان جائیں؛ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی اروا حنا لہ الفدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک
مکتوب میں بجواب ایک مرید خاص کے فرمایا ہے ملاحظہ ہو مکتوبات شریف ص۴۶/۲ حضرت خواجہ
محمد اشرف صاحب رح مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ نسبت رابطہ کی ورزش

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سید صاحب قبلہ مدظلہ کبھی اس کتاب کی تصدیق شائع نہیں فرمائیں گے پس
جب تک سید صاحب قبلہ اس کتاب کی تصدیق نہ کریں اہلسنت کو اس کتاب سے پرہیز ضروری ہے،
دوسرا واقعہ۔ ملتان سے ایک ماہوار رسالہ "قائد" مولوی احمد سعید صاحب کاظمی کی زیرادارت
نکلتا تھا۔ اُس میں ایک مضمون سید احمد حبیب شاہ صاحب کاظمی ناظم اعلیٰ مدرسہ اسلامیہ عربیہ
انوار العلوم کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کر کے اہل
سنت والجماعت کے دلوں کو زخمی کیا جب اہلسنت والجماعت علماء نے کثرت سے ملامتی خطوط
لکھے تو مصنف اوراقِ غم کی طرح جس قلم سے صحابیٔ رسول کی توہین لکھی تھی اُسی سے تحریف لکھی

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

اس قدر غالب ہوگئی ہے کہ نمازوں میں بھی اُس کو اپنا مسجود جانتا اور دیکھتا ہوں الخ حضرت خان صاحب بریلوی مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کی اس عبارت کا خلاصہ اپنی کتاب کوکبۃ الشہابیہ صہ۴۲ میں اس طرح لکھتے ہیں :۔ مُرید نے لکھا کہ تصورِ شیخ اس قدر غالب ہے کہ نمازوں میں اُس کو اپنا مسجود جانتا ہے صورتِ شیخ کو ہی سجدہ نظر آتا ہے جناب شیخ مجدد رضی نے فرمایا کہ یہ دولت سعادتمندوں کو ملتی ہے طالبانِ حق کو اس دولت کی تمنّا ہوتی ہے۔ پھر اس ارشاد امام ربانی علیہ الرحمۃ پر حاشیہ دیتے ہیں کہ تصورِ شیخ سے غافل نہو نمازوں عبادتوں سب وقتوں حالتوں میں اسی کی طرف متوجہ رہو اگرچہ عین نماز میں اسی صورت کی طرف سجدہ محسوس ہو کہ وہ قبلۂ عبادت ہے، نہ مسجود لہٗ جو اس قبلہ سے پھرا وہ بے دولت تباہ ہُوا اُس کا کام برباد گیا ۔ ناظرین دیکھئے شیخ کامل کو خانصاحب نے قبلۂ عبادت قرار دیا ہے نہ مسجود لہٗ قائلین سجدۂ تحیتہ و زمین بوسی وغیرہ بھی شیخ کو مسجود الیہ سمجھتے ہیں نہ مسجود لہٗ پس اس میں ہر شخص کا حال اُس کے مقام کے عین مطابق جداگانہ ہے ۔ قال الحافظ رحمہ اللّٰہ تعالیٰ ؎

راز درونِ پردہ ز رندان مست پرس ٭ کیں حال نیست صوفیٔ عالی مقام را

توجب بقول لسان الغیب حضرت حافظ رضی اللّٰہ عنہ صوفی عالی مقام کو بھی یہ حال حاصل نہیں تو ایک خشک مولوی یا ملّا خواہ کتنا بڑا علامۂ زمان ہو اس حقیقت سے کیسے آشنا ہو سکتا ہے از زاہد صیاد مجو مغز کہ ایں پوچ ۔ ریش ست و ہمیں جبہ و دستار دگر ہیچ ۔ توجب ہر شخص کا حال جداگانہ حکم رکھتا ہے تو ایسے امور میں جو عشق و محبت پر مبنی ہیں حرمت یا کفر سے کف لسان چاہیے حضورِ انور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا حضرت ابی خزیمہ رضی اللّٰہ عنہ کو سجدہ کی اجازت دینا بھی کسی ایسے ہی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور بعنوان اظہارِ حق ماہنامہ "نادر" مارچ اپریل ۱۹۵۱ء میں حسب ذیل توبہ نامہ شائع کیا سہ کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ ٭ ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا ۔ خیر یہ حضرت مصنف اوراقِ غم سے تو اچھے رہے کہ اُسی رسالہ میں توبہ نامہ شائع کر دیا مگر مصنف اوراقِ غم نے دوسرے ایڈیشن میں اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ اُن کی توبہ مشہور ہوگئی تھی مگر یہ پتہ نہیں چلا کہ کب اور کس کتاب یا اخبار میں آپ نے توبہ شائع کی تھی۔ امید ہے اب اس کا اظہار فرما کر معترضین کا منہ بند کر دینگے

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

راز کی بنا پر تھا بعض صحابہ کی درخواست پر انکار فرمانا اور بعض کے سجدہ کر لینے (جیسے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ابنِ ماجہ) کے بعد ان کو معمولی الفاظ میں ممانعت کرنا اور اُن پر حکم کفر نہ لگانا تجدید نکاح نہ کرنا اسی بنا پر تھا حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کے مکتوب شریف کا بھی یہی مفہوم ہے مگر افسوس کہ خان صاحب نے اس تفاوت احوال کا اقرار کرتے ہوئے قائلین کو حکم کفر اور فعل حرام کا مرتکب قرار دیا۔ حدیث مشکوٰۃ کا ایک اور عجیب جواب دیا ہے۔ ص۳۱ میں فرماتے ہیں پیشانی انور مسجود علیہ تھی نہ مسجود لہٗ گویا پیشانی پر سجدہ کرنا حضورؐ کی تعظیم کے لئے نہ تھا اگر تعظیم کے لئے نہ تھا تو اس سجدہ کی اور کیا علت تھی۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ اس بلند مقام کو بیان کرنے میں منفرد نہیں ہیں اگرچہ یہ مقام ایک وقتی اور حال ہے مگر اکابر صوفیائے عظام اس کے قائل ہیں مفتیٔ عشق حبیب قیوم حضرت مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں رقمطراز ہیں ؎

پیر بالا مال از نور حق ست ، ؎ جام تن بشکست و نور مطلق ست

خاک گور از مرد حق یابد شرف ، ؎ تا نہد بر گور او دل رو و کف

آدمی چوں نور گیرد از خدا ، ؎ ہست مسجود ملائک ز اجتبا

پیر و حق را ز احولی ہر کہ دو دید ؎ او مرید ست فی الحقیقت نہ مُرید

دو مگو و دو مخوان و دو مداں ، ؎ بندہ را در خواجۂ خود محو داں

خواجہ ہم در نور خواجہ آفریں ؎ فانی ست و مردہ و مات و دفین

چوں جدا بینی ز حق ایں خواجہ را ؎ گم کنی ہم متن و ہم دیباجہ را

چونکہ ذات پیر را کردی قبول ؎ ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بہرکیف بحوالہ مذکور سید احمد حبیب صاحب کا توبہ نامہ یہ ہے :-
"علماء مورخین کی تصریحات کی روشنی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جو عبارتیں میں نے لکھی ہیں اور بعض احباب نے ان پر نکتہ چینی فرمائی ہے حاشا و کلا ان سے میرا مقصد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین و تنقیص اور ان پر طعن و تشنیع ہرگز نہیں کوئی مسلمان

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

ترجمہ: "پیر نورِ حق سے مالامال ہے اس کا جامِ تن ٹوٹ گیا ہے وہ نورِ مطلق ہے قبر کی خاک بدر حق سے بزرگی پاتی ہے تا دل اُس قبر پر چہرہ اور ہاتھ رکھے یعنی بوسہ دے یہ اس لئے کہا کہ تمام جوارح دل ہی کے تابع ہیں اور اُسی کے ارادہ سے سب کام کرتے ہیں جب انسان خدا تعالیٰ سے نور حاصل کرتا ہے تو وہ برگزیدگی کی وجہ سے فرشتوں کا مسجود ہے جس نے اپنے بھینگے پن کی وجہ سے پیر اور حق تعالیٰ کو دو دیکھا وہ درحقیقت سرکش ہے مُرید نہیں۔ پیر اور حق تعالیٰ کو دو نہ کہہ دو نہ جان بندہ کو اپنے خواجہ میں مٹا ہوا جان یعنی بندہ خدا نہیں ہوسکتا ہاں بندہ خدا میں مٹ سکتا ہے۔ خواجہ خواجہ آفرین کے نور میں فانی اور مدفون ہے جب تو حق تعالیٰ سے اپنے خواجہ کو جُدا دیکھے گا تو متن اور دیباچہ ہر دو کو گم کریگا جب تونے پیر کی ذات کو قبول کرلیا تو خدا اور رسول دونو اُس کی ذات میں آگئے"

اولیاء کرام کی کتابیں فوائد الفواد، فوائد السالکین، دلیل العارفین، تحفۃ العاشقین وغیرہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کسی صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ایسی جرأت نہیں کرسکتا۔

چونکہ ہمارے علماء نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض کاموں کو خطاء اجتہادی منکر قرار دیا ہے اور خطاء منکر پر انکار کرنے کی تصریح فرمائی ہے۔ اس لئے میں نے ان امور پر محض انکار کیا ہے اور جن عبارتوں میں میں نے انکار کیا ہے وہ میری اپنی نہیں بلکہ اجلّہ صحابہ کرام و علماء اعلام سے منقول ہیں جیسا کہ میں جواب استفسار میں ان کے حوالجات نقل کرچکا ہوں۔ بایں ہمہ متعدد احباب کے اصرار کی وجہ سے میں نے ان عبارات پر غور کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ صحابہ کرامؓ میں سے جن حضرات نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطاء اجتہادی پر شدید الفاظ و عبارات میں انکار فرمایا وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمعصر اور نفس صحابیت میں مساوی طور پر شریک اور ہمپایہ[عـ۱] تھے..... وغیرہ اسی طرح رکیک تاویلات اور عذر گناہ بدتر از گناہ کرنے کے بعد تین کالم

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(عـ۱ حاشیہ در حاشیہ) ناظرین گھبرایئے نہیں یہ سب عذر لنگ ہیں ابھی سیدھے ہوکر راہ پر آجاتے ہیں ۔ کھینچ کرلے گئے بتخانے سے ہم مسجد میں ؎ ہوگیا داغ مسلماں بڑی مشکل سے

کی بابت اپنے رسالہ عنۂ میں خانصاحب حسب ذیل جواب دیتے ہیں یہاں کیا اعتبار ہے اور اگر
اُن میں یہ مضمون ہو اور بکر نے خیانت بھی نہ کی ہو تو اولاً اسی کا ثبوت درکار کہ یہ کتابیں حضرات
منسوب الیہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہیں۔ بہت کتابیں محض جھوٹ نسبت کر کے چھاپ دی ہیں
ناظرین آپ نے ملاحظہ فرمالیا سالہاسال سے جو کتابیں اُن اکابر اولیاء اللہ کی طرف منسوب
ہیں اور بلا انکار ہر زمانہ میں اُن کی تصنیف مانی گئیں خانصاحب اس سے بلا دلیل انکار کر رہے
ہیں مگر سبع سنابل بلگرامی صاحب علیہ الرحمۃ کی تصدیق دربار رسالت سے کرا کر اس کو حدیث کا
درجہ دے چکے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی اپنے مقابلے کا عالم کسی کو نہیں
سمجھتے تھے۔ تمام عمر دور ہی سے تیر چلائے وہ بھی صرف دیوبندیوں کو نشانہ بنا کر عیسائیوں
آریوں، سناتن دھرمیوں، رافضیوں، وہابیوں، دیوبندیوں کے مقابلہ میں کسی میدان میں کھڑے
ہو کر بذات خود مناظرہ نہیں کیا نہ کسی کے جواب میں کتابیں لکھیں غیر مذاہب نے اسلام پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) سیاہ کر کے آخر بادل ناخواستہ راہ پر آئے اور حسب ذیل الفاظ میں توبہ کی کہ
اے میرے معبود حقیقی تو میری نیّت کو خوب جانتا ہے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل
میری اس لغزش اور غلط فہمی کو معاف فرما کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک کو
مجھ سے راضی کر دے تاکہ آخرت میں تیرا بندۂ عاصی تیری رحمتوں سے محروم نہ ہو۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز
اس کے بعد میں اپنے ان احباب کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جن کے توجہ دلانے سے میں نے
اسی مسئلہ پر غور کیا اور بعونہٖ تعالیٰ امر حق تک پہنچ کر اسے قبول کرنے کے شرف سے مشرف ہوا
فجزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ ورسولہٖ محمد المصطفٰے وعلیٰ آلہٖ وصحابہٖ
البررۃ التقی۔ فقیر سید احمد حبیب کاظمی غفرلہٗ ناظم مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان۔
اس کے بعد آپ کے برادر مولوی سید احمد سعید صاحب کاظمی نے بھی بھائی جان کو اس الزام سے
بری کرنے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے اور الٹا مولانا محمد صادق صاحب لائلپوری کو مورد الزام
بنانا چاہا مگر کچھ بنائے نہ بنی اور بہ سبب باطل کی امداد کرنے کے ہر علاقہ کے اہلسنت کی بدظنی اور بھی بڑھ گئی
ے کفر کی رغبت بھی ہے دل میں بتوں کی چاہ بھی ؛ کہتے جاتے ہیں مگر منہ سے معاذ اللہ بھی ؛

حملے کئے جن کے جواب مولوی ثناء اللہ وہابی امرتسری اور مرزا قادیانی کذاب وغیرہما نے دیئے مگر خان صاحب اور آپکی جماعت ٹس سے مس نہ ہوئی اگر کبھی کچھ حصہ لیا تو بالکل تھوڑا خان صاحب نے عربی زبان میں ایک کتاب الدولۃ المکیہ لکھی ہے جس کی بابت ہم خدا لگتی کہنے سے رک نہیں سکتے کہ اگر مرزا قادیانی کی عربی تصنیفوں کی عبارت سے اس کا مقابلہ کیا جائے تو مرزا قادیانی کی عربی کئی درجہ فصاحت و بلاغت میں فائق ہے۔ انصاف پسند علماء مقابلہ کر کے ہمارے دعویٰ کی تصدیق کر سکتے ہیں۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بمعہ نعلین شب معراج عرش اعظم پر گئے اس واقعہ کو بڑے بڑے محققین محدثین اور اولیاء اللہ نے اپنی اپنی مصنفات میں لکھا ہے لیکن خان صاحب پر سوال ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج عرش الٰہی پر مع نعلین مبارک تشریف[1] لے جانا صحیح ہے یا نہیں آپ جواب دیتے ہیں۔ **الجواب** یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے۔ احکام شریعت صـ۸۴ بالفعل ہم ایک حوالہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ قطب وقت حضرت اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان جلد ۵ صـ۳۷ میں رقمطراز ہیں:۔

وقیل الحبیب تقدم علی بساط العرش بنعلیك یتشرف العرش بغبار نعال قدمیك

افسوس امت مرحومہ کے اکابر کے متفقہ مسئلہ سے انکار کر کے وہابیوں کو امداد دی۔ خانصاحب اپنے کتابچہ کے صـ۸ پر نقل فرماتے ہیں کہ غیر مشہور کتابوں سے نقل جائز نہیں لیکن خود ایسی کتابوں سے کئی مقامات پر نقل فرمائی ہے جن کو آج تک کسی نے سنا بھی نہیں اور اگر وہ کتابیں دستیاب ہو بھی جائیں تو علماء اُن کو آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں: ناظرین خانصاحب کی کتاب زبدہ کا بغور مطالعہ کر کے اس امر کی تصدیق کر سکتے ہیں ہاں یہ دوسری بات ہے کہ دربار رسالت سے

---

[1] خان صاحب اس پر حاشیہ دے کر سائل کو تنبیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے حضور حاضر ہونا کہنا چاہیئے نہ کہ تشریف لے جانا۔ حالانکہ سائل کے سوال میں عرش پر تشریف لے جانا مذکور ہے جس کو خان صاحب اللہ کے حضور حاضر ہونا سمجھے ہیں۔ گویا خان صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ عرش پر ہے جہاں حضور حاضر ہوئے حالانکہ خدا تعالیٰ کو عرش پر ماننا یہود اور روافض کے فرقہ یونسیہ کا عقیدہ ہے اور اس پر اجماع ہے کہ عرش شب معراج مستفیض (؟) بنیں الفاظ (؟)

اس کی تصدیق کرالی ہو۔ خانصاحب نے چند آیات سے سجدۂ تعظیم کی ممانعت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر سجدۂ تحیت کی ناسخ آئت کوئی بھی پیش نہ کر سکے نہ ہی کسی تفسیر سے ثابت کر سکے کہ کس مفسر نے ان آیات کو سجدۂ تعظیم کا ناسخ لکھا ہے۔ حسب ذیل آیات سے استدلال کرتے ہیں:۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ حالانکہ اس آیت میں بقرینہ وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ سجدۂ عبادت مراد ہے نہ کہ سجدۂ تحیت' اسی طرح آیت' لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ میں بھی تعبدون کا قرینہ صراحۃً دلالت کرتا ہے کہ یہ آئت بھی متعلق بہ سجدۂ عبادت ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ مسجود خلائق و محبوب دلہا گشتہ اند کی بابت خانصاحب جواب دیتے ہیں کہ یہ الفاظ معنی حقیقی شرعی پر محمول نہیں محض محاورہ کے لفظ ہیں۔ گویا خان صاحب بریلوی کے نزدیک کوئی کلمۂ شرک جو محاورہ سے لکھ دیا جائے وہ شرک نہیں رہتا۔ مگر حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت بعدہٗ فرمودند معہذا پیش من روئے بر زمین می آورند من کارہ ام جو کسر نفسی اور محاورہ پر مبنی تھی اس کو حقیقت پر حمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ سجدۂ تعظیمی کو حقیقۃً ناشرع سمجھتے تھے اور الفاظ میں نے تو بارہا منع کیا ہے۔ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک سجدہ تحیۃ ناشرع نہ تھا۔ میں نے تو بارہا منع کیا ہے۔ سے ثابت ہے کہ آپ کے سامنے سجدۂ تعظیم ہوتا بھی رہا اور آپ منع بھی فرماتے رہے جو کسر نفسی کی دلیل ہے۔ اگر آپ ناشرع اور حرام سمجھتے تو کیوں نہ تہدیدی اور تاکیدی حکم لگا دیا کہ یہ ناشرع اور حرام ہے خبردار جو ایسا کرے گا کافر ہو جائے گا اور اس کو ہم اپنے آستانہ عالیہ سے نکال دیں گے۔ پس یہ کراہت تواضع اور کسر نفسی سے ہے چونکہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مجددی تھے اس لئے خان صاحب نے یہاں بھی حسب عادت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو بلا دلیل اُن سے بدرجہا اعلم و اعظم فرمایا[۱] جیسا کہ حضرت مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ کی توہین ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

---

۱ فضیلت اولیاء اللہ بعض کو بعض پر کوئی شرعی اعتقادی مسئلہ نہیں نامعلوم خانصاحب کے پاس اسکے

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

خانصاحب بریلوی زندہ ہوتے تو ہم اُن کو پادری اکبر مسیح علیہ مایستحقہ کی کتاب امہات المومنین دکھاتے جس میں اُس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات پر شیخ عبدالحق دہلوی کی تصنیفات سے موضوعات نقل کر کے اس قدر ناپاک حملے اور اعتراضات کئے ہیں کہ ان کو دیکھ کر مسلمان کا جگر شق ہو جاتا ہے مگر شیخ عبدالحق نے سادگی سے وہ غلط اور جھوٹے واقعات نقل کر کے عیسائیوں کو اعتراضات کا موقع دیا ہے۔ اور سمجھ نہیں سکے کہ دشمنانِ اسلام میری تصنیفات سے آئندہ زمانہ میں فائدہ اٹھائیں گے مگر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا وہ مبارک وجود تھا کہ تحریر و تقریر سے یہود و نصاریٰ بلکہ ہر دشمن اسلام کو مقابلہ میں ذلیل و خوار کیا جو صاحب چاہیں وہ پادری اکبر مسیح کی ناپاک کتاب ہمارے یہاں تشریف لاکر ملاحظہ کر کے اس کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ خان صاحب بریلوی کی تصنیفات میں عموماً نقشبندی بزرگوں کی توہین موجود ہے مگر نقشبندی علماء اور سجادہ نشین غیرت سے کام نہیں لیتے بلکہ بریلوی جماعت میں مصروف ہوتے ہیں۔ خانصاحب نے دیوبندیت کی تردید میں پیشقدمی نہیں کی بلکہ سب سے پہلے دیوبندی اور وہابیوں کا رد پنجاب و ہندوستان میں استاذ المناظرین رئیس المتکلمین حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری حضوری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ بہاولپور میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سے بموجودگی نواب صاحب بہاولپور و حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف مناظرہ کر کے اس کو شکست دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی خلیل احمد کو ریاست سے نکلنا پڑا پھر کتاب تقدیس الوکیل مصدقہ علماء حرمین شریفین تصنیف کر کے وہابیت کی رگِ حیات کو کچھ ایسی طرح کچلا کہ پھر ہنگامہ آرائی کی اُن میں جرأت ہی پیدا نہ ہوئی اور کتاب مذکور تاہنوز لاجواب پڑی ہے ہر سلسلہ کے مشائخ اور علماء کی موجودگی میں ہندوستان و پنجاب کے ہر علاقہ میں تقریری تحریری بے شمار مناظرے کئے اور لامذہبوں کو ذلیل کیا کتاب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) معلوم کرنے کا کیا ذریعہ تھا۔ ہمارے خیال میں تو آپ سلسلہ قادریہ کو دیگر سلاسل پر اور قادری بزرگوں کو دوسرے اولیاء اللہ پر صرف اس بنا پر فضیلت دیتے تھے کہ خان صاحب اسی سلسلہ میں داخل تھے جماعت بریلوی اپنے جلسوں کے اشتہاروں میں ہر چہار سلاسل کے بزرگوں کی تعریف محض چندہ حاصل کرنے کیلئے لکھ دیتی ہے اور بس۔

ملفوظات پیر صاحب گولڑہ، اشارات فریدی وغیرہ میں بہ تفصیل ان مناظروں کا ذکر ہے تفصیل کے لئے دیکھو کتاب ظہور الصفات ہر سلسلہ کے علماء و مشائخ کی موجودگی میں ہزارہا کے جمع میں مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ ہی میدانِ مناظرہ میں کھڑے ہوتے تھے اُن کے بعد بھی حضرت خواجۂ عالم پیر نور محمد صاحب نقشبندی مرتضائی مولانا کرم الدین بھین مولانا نظام الدین ملتانی، مولانا محمود گنجوی مولانا غلام احمد اخگر امرتسری، مولانا ولی محمد جالندھری، مولانا سید نادر شاہ سمبڑیالوی نقشبندی مرتضائی وغیرہم پنجابی علماء ہی ہر میدانِ مناظرہ میں ✻۔ اے حضرات نقشبند یہ محض اس لئے کہ کسی حد تک ہمارے عقائد کا اس جماعت سے اتفاق ہے ہم اپنے بزرگوں کی ان لوگوں سے توہین سُنیں اور خاموش رہیں ہم بعد از تحقیقات کاملہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ ایک خود پسند متعصب اور متکبر جماعت ہے۔ بڑی بڑی گدیوں اور درباروں سے اپنی رسمی بیعت کی نسبت کا اظہار کر رکھا ہے۔ سوز و گداز عشق الٰہی جو کسی مردِ حق واصل باللہ سے حاصل ہوا اُس سے یہ لوگ اُسی طرح بے خبر اور خالی ہیں جس طرح بعض دیوبندی محروم ہیں۔ سوائے اپنے ہر سلسلہ کے بزرگوں کو نہایت توہین اور حقارت سے دیکھتے ہیں۔

حضرت بیدم وارثی رحمۃ اللہ علیہ پر ناپاک حملہ

کتاب الاستعانۃ من اولیاء اللہ عین الاستعانۃ من اللہ، جو رضائی جماعت کے ایک بہت بڑے بزرگ کی تصنیف ہے۔ حضرت مصنف اُس کے صفحہ ۹ پر رقمطراز ہیں سنا ہے بیدل[۱] شاہ یا بیدم شاہ فقیر کا جو خود کو حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب مرحوم کا خلیفہ بتاتا ہے۔ اور ماں بہن اُس کی اٹاوہ میں اب بھی کسب کرتی ہیں، یہ شعر ہے ؎

اگر بابِ اجابت بند ہو جائے تو کیا ڈر ہے کھلا رہتا ہے دروازہ معین الدین چشتی کا

✻ مرد میدان ہے۔ اب بھی ہندوستانی علماء کی موجودگی میں پنجابی علماء ہی مناظرے کرتے ہیں۔

---

[۱] بیدل شاہ غلطی یا شک سے درج ہو گیا ہے ورنہ کوئی بیدل شاہ حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا خلیفہ نہیں یہی حضرت بیدم شاہ وارثی رح ہیں جن کا کلام مجالس عشق و محبت صوفیائے کرام میں پڑھا جاتا ہے اور غذائے روح کا کام دیتا ہے۔

سجدۂ عبادت کے لئے سمت (قبلہ وکعبہ معظمہ) کو حضرت رب العزت نے بحکم حَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ مقرر فرما دیا مگر سجدہ تحیتہ قدم بوسی زمین بوسی انحنا وغیرہ کے لئے کوئی سمت مقرر نہیں بلکہ فرمایا وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا پس سجدۂ عبادت اور تعظیم میں فرق ظاہر ہے پس کوئی اہل دل اپنے شیخ کو مسجود لہ نہیں سمجھتا بلکہ بحکم وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا مسجود الیہ خیال کرتا ہو تو ممکن ہے جس کو خان صاحب بھی جائز فرما چکے یا علی العموم ایسے لوگوں کی کچھ بھی نیت نہیں ہوتی اور یہ صورت بھی آپ کے نزدیک گناہ نہیں سجدہ تعظیمی کے لئے امم ماضیہ میں بھی سمت غیر معین تھی جیسا کہ آئت وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سَاجِدِیْنَ سے اظہر من الشمس ہے اسی طرح سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام سجدۂ ساحرین کی بابت بھتیٔ وقت حضرت رئیس المفسرین قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہٗ تفسیر مظہری شریف میں فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ اضطراری اور بے اختیار تھا۔ کیونکہ ساحر اس وقت رسوم اسلام اور شریعت موسوی سے بالکل ناواقف تھے۔ اسی طرح طالب صادق خواہ ستر سالہ گنہگار اور سیہ کار ہو، مرشد کامل کی ایک نگاہ پاک سے مالامال ہو جاتا ہے اور اس کا دل تجلیات ربانی و انوار الٰہی کا مہبط ہو جاتا ہے اور شیخ کامل کیلئے ایسا کر دکھانا ایک لحظہ کا کام ہے جو ایسا نہیں کر سکتا وہ قلندر نہیں جب طالب حق کو ایسا مرد خدا مل جائے تو اسکا بے اختیار اس کے سامنے گرنا لازمی ہے ؎

نور مطلق متجلی از جمال روئے تو ؎ کافرست آنکہ کند منع ز سجدن تو

سمت کعبہ سجدۂ عبادت کیلئے مقرر کرنے کی وجہ یہی ہے کہ سجدہ عبادت اور تعظیم میں فرق ہو جائے مگر خانصاحب پوچھتے ہیں کہ سمت کعبہ مقرر فرمانے کی یہ وجہ اللہ عزوجل یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہاں بتائی ہے۔ ہم خانصاحب سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے جن آیات سے سجدہ تحیت وغیرہ کو منع فرمایا ہے۔ اللہ عزوجل یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہاں ان آیات سے آیات سجدۂ تعظیم کو منسوخ بتایا ہے خان صاحب نے تو اصول کے مسلمہ اور اجماعی قاعدہ کو توڑا ہے حسامی اور نور الانوار کتب اصول

میں ہے "والصحیح فیہ ان ماقص اللہ تعالیٰ و رسولہ منھا من غیر انکار یلزمنا علی انہ شریعۃ لرسولنا صلی اللہ علیہ وسلم"، ترجمہ :- قول صحیح یہ ہے کہ پہلے نبیوں کا جو قصہ اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا انکار بیان فرماتے ہیں۔ اس کے احکام حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت کے حکم قرار پا کر ہم پر لازم ہیں خانصاحب نے بہت کوشش کی مگر کسی آیت یا حدیث متواتر سے نسخ ثابت نہ کر سکے بلکہ کسی معتبر مفسر کے قول سے بھی اپنے پیش کردہ دلائل کی دلالت بھی نسخ پر ثابت نہ کر سکے۔

تصوف کی وہ کتابیں جن میں سجدہ تحیۃ زمین بوسی وغیرہ کا ثبوت ہے اُن کے متعلق خانصاحب کا عقیدہ ہے کہ یہ اُن بزرگوں کی تصنیف ہی نہیں ہیں صرف سبع سنابل کو دربار رسالت کی مصدقہ مانتے ہیں لہذا ہم سبع سنابل صفحہ ۶۸ سے اپنے دعویٰ کو ثابت کرتے ہیں "یکے از خلفائے حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز است قدس سرہٗ مردے دانشمند والبتہ بمتابعت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بود در آنوقت کہ سید محمد بمخدوم شیخ نصیر الدین محمود آمدند مخدوم بر اسپ سوار بودند باز ایشاں بر پائے مخدوم بوسہ زدند بعض فرمود فروتر ایشاں بر سم اسپ بوسہ زدند اما گیسوئے ایشاں بر کاب آویختہ بود باز مخدوم فرمود فروتر بزمین بوسہ زدند وگیسو ہمچناں آویختہ اند مخدوم فرمود میر سید محمد شما گیسودراز درآمد۔

اس واقعہ کیساتھ کتاب سیر الاولیا صفحہ ۲۹۸ کی مطابقت ملاحظہ فرمائیے۔ سلطان المشائخ کی مجلس اقدس میں اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی کہ مرید جب پیر کی خدمت میں آتے ہیں۔ تو زمین بوسی کرتے ہیں۔ سلطان المشائخ نے فرمایا :- کہ چونکہ میرے شیخ کے روبرو آپ کے مرید ایسا کرتے آئے ہیں۔ اس لئے میں نے بھی منع نہیں کیا۔ اتنے میں امیر حسن رضی نے عرض کی۔ کہ جو لوگ مرید ہوتے ہیں۔ اس ارادت سے مراد پیر کی محبت و عشق ہے۔ سو جہاں محبت و عشق ہو۔ وہاں زمین پر سر رکھنا ایک آسان سی خدمت ہے سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین طیب مضجعہٗ سے سنا۔ کہ ایک مرتبہ شیخ ابو سعید ابوالخیر گھوڑے پر سوار کہیں جارہے تھے۔ راستے میں آپ کا مرید پاپیادہ ملا۔ اس نے شیخ صاحب کے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا اور نیچے۔ پھر اس نے

گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا اور نیچے، پھر اس نے زمین چومی۔ تو ابوسعید ابوالخیر نے فرمایا کہ میں نے جو نیچے کا لفظ کہا تھا اس سے یہ مراد نہ تھی کہ تم میرے گھٹنے پر بوسہ دو نہ یہ کہ میرے پاؤں پر بوسہ دو، جوں جوں تم نیچے بوسہ دیتے تھے دین میں تمہارا مرتبہ بلند ہوتا جاتا تھا۔ میں (مصنف) نے سُلطان المشائخ کے دست مبارک کا لکھا ہوا دیکھا ہے "قال صہیبؓ رایت علیاً یقبل ید العباس و رجلہ" صہیبؓ صحابی نے کہا میں نے حضرت علیؓ کو عباسؓ کے ہاتھ پاؤں پر بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے، سُلطان المشائخ فرماتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے میرے پاس ایک آدمی آیا جو بزرگ زادہ تھا اور جس نے شام و رُوم کی سیاحت کی ہوئی تھی اتنے میں وحید الدین قریشی نے آکر سر زمین پر رکھ دیا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

ہر جا کہ روی زندہ دلے بر زمین تست ؎ ہر جا کہ دست غم زدہ در دعائے تست

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں ؎

شحاع روز بہی تا بدا ز جبین کسے ؎ کہ در پرستش تو بر نہد بخاک جبیں

یہ دیکھ کر اس مسافر آدمی نے اسے ڈانٹا۔ کہ سجدہ مت کر و سجدہ کرنے کا کہیں حکم نہیں آیا حتیٰ کہ وہ شور و غوغا کرنے لگا میں نے کہا اتنا جوش و خروش نہ کرو۔ جب کسی بات کی فرضیت اُٹھ جاتی ہے تو استحباب باقی رہ جاتا ہے چنانچہ گذشتہ اُمتوں کیلئے عاشورہ کے دنوں کا روزہ لازم تھا۔ جب ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورہ کے روزوں کی فرضیت جاتی رہی صرف استحباب باقی رہا (یعنی ان کا رکھنا اب مستحب میں داخل ہے) اسی طرح سجدہ گذشتہ اُمتوں میں مستحب تھا چنانچہ رعایا بادشاہ کو اور شاگرد اُستاد کو اور اُمت پیغمبروں کو سجدہ کیا کرتی تھی۔ جب ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کا منسوخ ہونا جاتا رہا۔ تو اس کا مباح ہونا باقی رہا۔ سو مباح کلام کا کرنا کہیں منع نہیں۔ یہ سُن کر وہ مرد خاموش ہو گیا بعد ازاں آپ نے فرمایا۔ کہ جب کوئی میرے سامنے سر بسجود ہوتا ہے تو میں اسے مکروہ[1] جانتا ہوں

---

[1] یہ مکروہ جاننا بنا بر کراہت شرعی نہیں ورنہ صاف ارشاد فرماتے کہ میں اس کو حرام سمجھتا ہوں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

لیکن چونکہ میرے شیخ کے سامنے سربسجود ہوتے آئے ہیں اس لئے اگر منع کروں تو دو میں سے ایک بات ضرور ہوگی۔ یا تو میں اپنے پیر کو جاہل قرار دیتا ہوں یا انہیں ایک فعل شنیع کا مرتکب خیال کرتا ہوں۔ سو ان دونو سے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

اسی سیر الاولیا کے صـ ۳۰۵/۳۰۶ کو ملاحظہ فرمایئے حضرت ضیاء الدین بھرنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت سلطان المشائخ کے قدموں پر سر رکھدیا .... شیخ الشیوخ حضور فرید الحق والدین کے قدموں پر سر رکھدیا۔ اسرار العارفین میں سید الطائفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ فرماتے ہیں "ہرگاہ مرید از خلوت بروں آئد سر خود بر قدم شیخ نہد بطریق شکر و منت و آنچہ بعض فقہا گفتہ اند کہ ازیں فعل کافر شود اکثرے بعد کفر نیز قائل شدہ اند کہ ایں تحیت است نہ عبادت" یعنی جب مرید خلوت سے باہر آوے تو اپنا سر مرشد کے قدموں پر رکھے بطریق شکر و منت اور وہ جو بعض فقہا کہتے ہیں کہ اس فعل سے کافر ہو جاتا ہے۔ اکثر فقہا اس کے بعد اس قول سے رجوع کرکے قائل ہو گئے ہیں کہ یہ محض تعظیم ہے نہ عبادت حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہٗ کے مذکورہ ارشاد سے ثابت ہوا کہ جو فقہا سجدہ تعظیم کے خلاف تھے اُن میں سے بھی اکثر رجوع کرکے قائل ہو گئے ہیں۔ جمہور کے مقابلہ میں بعض کے قول کی کچھ حقیقت نہیں اور پھر اُن بعض سے بھی اکثر نکل گئے تو قائلین بکفر کا قول کالعدم ہو گیا۔

ناظرین مذکورہ چند حوالے بطور نمونہ درج ہیں جن سے ثابت ہے کہ اکابر اولیاء اللہ کے قدموں پر اُن کے مریدیں نے سر رکھے لیکن خان صاحب کا فتویٰ ہے کہ قدموں پر بوسہ دینا سُنت ہے اور قدموں پر سر رکھنا جہالت۔ ہم خان صاحب کا یہ فتویٰ احکام شریعت صـ ۱۱۱ سے نقل کر چکے۔ ناظرین چند ورق اُلٹ کر ملاحظہ فرمالیں سجدہ تحیت زمین بوسی وغیرہ بھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آپ نے ہضم نفس اور کسر نفسی سے ایسا فرمایا ہے جیسا کہ قرینہ سے ثابت ہے۔ جو اگلی عبارت میں بالتصریح موجود ہے۔ ایک مباح امر کو تواضع اور کسر نفسی سے اچھا نہ جاننا اُس کے حرام ہونے کو مستلزم نہیں یہاں بھی خانصاحب نے ایک سیدھی بات کو اُلٹا کر دیا ہے ؛

اکابر اولیاء اللہ کے روبرو ہوتی رہی مگر خانصاحب اپنے رسالہ میں رطب اللسان ہیں کہ

غیر خدا کو سجدۂ تحیت شراب پینے اور سوئر کھانے سے بھی بدتر ہے۔ قدم بوسی سنت مگر قدموں پر سر رکھنا جہالت" ناظرین مذکورہ حوالے دوبارہ ملاحظہ فرماکر انصاف کریں، اس میں کن لوگوں کو جاہل یا جہالت کے فعل کے مرتکب کہا گیا ہے ثابت ہوا کہ خان صاحب کے نزدیک دیوبندیوں وغیرہم کے علاوہ ہر چہار سلاسل کے اکابر بھی کفر اور جہالت سے نہیں بچ سکے۔

لگا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی ؎ رُکے ہے ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی

ہم نے صرف چند حوالوں پر اکتفا کیا ہے ورنہ ہمارے پاس بیشمار حوالے موجود ہیں کہ اکابر بزرگانِ دین کے قدموں پر مریدین ہر زمانے میں سر رکھتے، زمین بوسی کرتے جھکتے رہے ہے۔ پیرانِ عظام کے عاشق اور متوالے انکے قدوم میمنت لزوم کی خاکِ پاک کا سرمہ آنکھوں میں ڈالتے رہے ہے ؎

یہ کوئے ناز ہے تیری گلی نہیں واعظ ؎ قدم قدم پہ یہاں دل لٹائے جاتے ہیں

فتاویٰ حدیثیہ امام ابن حجر مکی رح ص۲۲۶ میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت اسمٰعیل حضرمی قدس سرہٗ (جن کو صاحب فتاویٰ الشیخ العارف امام الفقہاء والصوفیہ لکھتے ہیں) نے فرمایا:-

من قبل قدمی دخل الجنۃ فلم یزل یقبل قدمہٗ کل زائر وان جلت مراتبہ

یعنی جو شخص میرے قدم چومے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پس ہمیشہ ہر زائر آپ کے قدم چومتا تھا۔ خواہ اس کا مرتبہ آپ سے زیادہ ہوتا۔ غالباً آپ نے یہ دعویٰ بامر الٰہی کیا ہوگا۔

قال الامام ابوالمنصور اذا قبل احد بین یدی احدنا الارض او انحنی لہ اوطاطاء راسہٗ فلا یکفر لانہٗ یرید تعظیمہ لا عبادتہٗ (فتاویٰ عالمگیری جلد دوم)

ترجمہ:- امام ابوالمنصور علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ہمارے سامنے زمین چومے یا جھکے یا سر نیچا کرے تو کافر نہیں ہوتا کہ وہ تعظیم کی نیت کرتا ہے۔ نہ کہ عبادت کی۔

فوائد السالکین ص۳۳ میں حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ایک شخص حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہ نیت بیعت حاضر ہوا۔ وسر در قدم نہاد۔ یعنی اس نے آپ کے پاؤں میں سر رکھ دیا۔ انیس الارواح میں حضرت خواجہ

معین الدین اجمیری قدس سرہ العزیز سے ہے کہ شہر بغداد مسجد حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں میں حاضر ہوا " مشائخ کبار بخدمت حاضر بودند ایں درویش رسید وروئے بر زمین نہاد "، یعنی بڑے بڑے مشائخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں بیٹھے تھے یہ درویش بھی پہنچا اور اپنا منہ حضرت کے سامنے زمین پر رکھ دیا۔ تو معلوم ہوا کہ شیخ کے سامنے زمین پر سر رکھ دینا سجدہ نہیں۔ ورنہ آپ کبھی ایسا نہ کرتے کیونکہ غیر اللہ کو سجدہ آپ کے نزدیک منع تھا[1] اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مشابہت صوری کا کچھ اعتبار نہیں۔

فوائد الفواد میں ہے حضرت نظام الدین اولیاء دہلوی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے:
"خلقے بر می آمد روئے بر زمین می آورد۔ چوں از شیخ الاسلام قطب الدین رح منع نبود من ہم منع نمی کنم " یعنی ایک مخلوق آتی ہے اور اپنا منہ زمین پر رکھ دیتی ہے جب میرے شیخ اور دادا پیر حضرت قطب الدین نے منع نہیں فرمایا تو میں بھی منع نہیں کرتا۔

کتاب اشارات فریدی ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید رح چاچڑاں شریف کے صد۵۷ میں ہے کہ ایک شخص خواجہ صاحب رح کے پاس آیا۔ "ناصیہ بر زمین سود عرض نمود" یعنی اس نے پیشانی زمین پر گھسی اور عرض کی۔

ایک شخص کے بارہ میں ہے :" سر در اقدام مبارک حضور آنحضرت انداخت" یعنی سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا۔ راحت القلوب حضرت نظام الدین رح اولیاء صفحہ ۵ میں ہے" دولت پائے بوس میسر شد" یعنی قدمبوسی کی دولت حاصل ہوئی۔

اسرار العارفین میں سید الطائفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :" ہر گاہ مرید از خلوت بیروں آمد سر خود بر قدم شیخ نہد بطریق شکر و منت و آنچہ بعض فقہا گفتہ اند کہ ازیں فعل کافر شود اگر بے بعد کفر نیز قائل شدہ اند کہ ایں تحیت است نہ عبادت" یعنی جب مرید خلوت سے باہر آوے تو اپنا سر مرشد کے قدموں پر رکھے بطریق شکر و منت

---

[1] اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ پر آپ کا ارشاد ہے، اگر بدون خدا سجدہ روا بودے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودے زناں را تا سجدہ کنند مر شوہراں را ؛

اور وہ جو بعض فقہا کہتے ہیں کہ اس فعل سے کافر ہو جاتا ہے اکثر اس کے بعد اس سے رجوع کر کے قائل ہو گئے ہیں۔ کہ یہ محض تعظیم ہے نہ کہ عبادت ۔۔۔ اس سے ثابت ہُوا کہ بعض فقہا جو اس کے خلاف تھے۔ ان میں سے بھی اکثر رجوع کر کے قائل ہو گئے ہیں جمہور کے مقابل بعض کا قول حجت نہیں اور پھر ان بعض سے بھی اکثر نکل گئے تو قائلین بکفر کا قول کالعدم ہو گیا۔

کتاب اخبار الاخیار صفحہ ۲۶ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ :- بذکر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ جب میرے شیخ نے مجھے مسند خلافت عطا فرمائی تو فرمایا :- نزدیک تر بیا نزدیک شدم۔ دستار و کلاہ بر سر فقیر نہاد و عصا خواجہ عثمان رح ہارونی بدستِ من داد و خرقہ در بر دعا گو کرد و مصحف و مصلے و نعلین بداد و گفت امانتے ست از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخواجگان ما رسیدہ مر ترا رواں باید کرد۔ تا فردائے قیامت مرا در میان خواجگان شرمندگی نیارد۔ ایں درویش روئے بر زمین آورد۔

مختصر خلاصہ یہ کہ حضرت قطب الدین علیہ الرحمۃ کو جب حضرت خواجہ رض نے خلعت خلافت سے نوازا تو آپ نے تبرکات مذکورہ عنایت فرما کر کچھ وصیت فرمائی تو حضرت خواجہ قطب الدین رح نے آپ کے سامنے منہ مبارک زمین پر رکھ دیا۔ پس اپنے اپنے مشائخ عظام کے سامنے زمین بوسی قدم بوسی ہمیشہ مشائخ عظام کا معمول رہا ہے۔ قال الحافظ رحمۃ اللہ علیہ ؎

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود ؎ سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

خانصاحب بریلوی احکام شریعت صفحہ ۱۳۶ میں فرماتے ہیں، جب اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سیدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا اور اسی نور کی تعظیم کے لئے تمام ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کا حکم دیا سب نے سجدہ کیا۔ ابلیس لعین نے نہ کیا۔ کیا وہ اس وقت عبداللہ ہونے سے نکل گیا۔ اللہ کا مخلوق اللہ کا مملوک رہا حاشا یہ تو ناممکن ہے بلکہ نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو نہ جھکا۔ عبدالمصطفےٰ نہ بنا لہٰذا مردود ابدی وملعون سرمدی ہُوا۔ آدمی کو اختیار ہے چاہے عبدالمصطفےٰ بنے اور ملائکہ مقربین کا ساتھی ہو۔ یا اس سے انکار کرے۔ اور ابلیس لعین کا ساتھ دے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ اقول اسی سجدہ کا انکار ابلیس کے لئے موجب لعنت و دھتکار ہُوا حضور انور

صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ مبارک کو سجدہ تا قیامت، کسی زمانہ میں بھی حرام نہیں ہو سکتا۔ اسی طرف مولانا جامی قدس سرہ السامی نے تحفۃ احرار میں اشارہ کیا ہے ؎

قبلۂ خوبان عرب روئے او ⁂ سجدۂ شوخان عجم سوئے او

خارجفا ریخت براہم گناہ ⁂ لب بکشا عذر گناہم بخواہ

تا فتد ایں بار نہ گردن مرا ⁂ بوئے رہائی رسد از من مرا

رستہ زخود بوسہ بخاکت دہم ⁂ سر بدر روضۂ پاکت نہم

حضرت مولانا دیدار علی صاحب الوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں ؎ گاہ انساں در سجود و گاہ خیزاں در قیام ⁂ سجدہ ہا آوردہ ام در کوچۂ دلجوئے دوست

صفحہ ۵۵ میں فرماتے ہیں: ابروئے پاک کہ محراب سجود پا کانست ⁂ در دو پا کان بسجود اند نشانے عجبے

آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا مولوی محمد احمد صاحب خطیب مسجد جامع وزیر خاں لاہور و صدر جمعیتہ العلماء اپنے اردو دیوان میں لکھتے ہیں ؎

سنگ میخانہ پہ سجدہ اور شکرانہ رہے ⁂ اس پہ یہ دل جان جاں بس تیرا کاشانہ رہے

عین ایماں ہے ہمارا سجدۂ نقش قدم ⁂ زاہدا تجھ کو مبارک تیرا بتخانہ رہے

گوش دل سے سن تو زاہد گر ہے طالب وصل یار ⁂ سجدہ کر کہ دل تیرا صنم خانہ رہے

حسن مطلق کی قسم کعبہ کلیسا ہیں فضول ⁂ ان کی صورت سے یہ دل گر اپنا بتخانہ رہے

ہو کعبۂ جاناں تمہیں جب فخر دو عالم ⁂ مسجود مرا جز ترے دربار نہ ہوتا،

ہو جاتا میسر مجھے اس در کا جو سجدہ ⁂ قبلہ کا کبھی میں تو طلب گار نہ ہوتا

موصوف نے قصیدہ بردہ مبارک کی شرح لکھی ہے اس کے صفحہ $\frac{۲۰۶}{۲۰۷}$ میں رقمطراز ہیں خوش نصیب ہے جس نے اس خاک پاک کی خوشبو لی اور جس نے اسے چوما اور بوسہ لیا۔

مگر ان کے اعلیٰ حضرت بریلوی فتویٰ دے چکے ہیں کہ زیارت روضۂ انور سیدِ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے نہ چومے نہ اس سے چمٹے نہ طواف کرے نہ زمین چومے کہ یہ سب بدعت قبیحہ ہیں۔ زبدہ صفحہ ۶۳ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ خود رضائی جماعت بھی خان صاحب بریلوی کے نقش قدم پر نہیں رہی جیسا کہ مثال مذکورہ میں ملاحظہ فرما چکے

خان صاحب اپنی کتاب احکام شریعت ص۵۵ میں بحوالہ شیخ شہاب الدین صاحب نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض یہ شعر لکھتے ہیں ۔ ومن یکون یطعن فی معاویہؓ ؛ فذاک من کلاب الہاویہ یعنی جو شخص امیر معاویہؓ پر طعن کرے وہ دوزخ کے کتوں سے ہے۔ مگر افسوس کہ اعلیٰ حضرت صاحب کی جماعت کے اکثر افراد اس کے خلاف امیر معاویہؓ کے بدگو ثابت ہوئے ہیں جیسا کہ ہم بضمن حاشیہ ثابت کر چکے جب بحکم نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن کوئی چارہ نہ رہا تو بادل ناخواستہ توبہ کر کے جان بچائی۔ خانصاحب بریلوی اسی احکام شریعت ص۸۷ پر فرماتے ہیں کہ ہندوستان بفضلہ دار الاسلام ہے۔ یہاں کے شہروں میں جمعہ صحیح ہے اس کے بعد نماز ظہر کی حاجت نہیں۔ ناظرین یہ فتویٰ آپکا ہندوستان کے متعلق انگریزوں کے وقت کا ہے مگر آپ کی جماعت کے افراد اب پاکستان کی سلطنت اسلامیہ میں بھی شہروں دیہاتوں ہر جگہ نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر ادا کرتے ہیں اور اسی پر فتویٰ دیتے ہیں گویا یہ لوگ پاکستان کو اسلامی سلطنت نہیں مانتے۔ عموماً آپ کے فتوے اسی طرح بے ثبوت ہوتے ہیں۔ احکام شریعت ص۸۷ میں لکھتے ہیں۔ زید سنی ایک بزرگوار کا مرید ہے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ان بزرگوار کا انتقال ہو گیا۔ اب زید کسی اور عالم سے بیعت ہو سکتا ہے یا نہیں الجواب تبدیل بیعت بلا وجہ شرعی ممنوع ہے اور تجدید جائز بلکہ مستحب اور جو سلسلہ عالیہ قادریہ میں نہ ہو اور اپنے شیخ سے بغیر انحراف کے اس سلسلہ عالیہ میں بیعت کرے وہ تبدیل نہیں بلکہ تجدید ہے کہ جمیع سلاسل اسی سلسلہ اعلیٰ کی طرف راجع ہیں۔ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ کو اسی لئے فضیلت دیتے ہیں کہ دہلوی محدثین علیہم الرحمۃ کا سب خاندان مجددی ہے اور وہ سب سلاسل سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو افضل مانتے ہیں جس کا مختصر بیان کتاب ظہور الصفات میں ہو چکا ہے اور مفصل کے لئے کوئی اور رسالہ تیار ہو گا۔ انیس الارواح میں حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سے ثابت

؎۱ یہ تو ہم خانصاحب سے کہاں ہے کو پوچھیں کہ اس فتویٰ کی دلیل آپ نے قرآن و حدیث اور فقہ سے کیوں پیش نہیں کی یا تصوف کی کس معتبر کتاب میں ہے کہ سلسلہ قادریہ میں جو نہ ہو اور پیر کی وفات کے بعد اس سلسلہ میں بیعت کرے تو وہ تبدیل بیعت نہیں بلکہ تجدید ہے۔ ہم نے صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ خانصاحب کو

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

ہے کہ صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زمین بوسی کیا کرتے تھے. فرماتے ہیں ایک شخص میرے شیخ کے پاس آیا اور زمین چومی صفحہ" میں ارشاد ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ورد ئے بر زمین آورد حضرت علیؓ برخاست رُوئے بر زمین آورد گلستان شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ ملوک عجم سے ایک نے ایک طبیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جو ایک سال رہا اور کوئی بیمار اس کے پاس نہ آیا وہ طبیب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ مجھ کو حضور کے یاروں کے علاج کے لئے بھیجا گیا تھا. مگر میرے پاس اس عرصہ میں کوئی بیمار نہیں آیا اور میں اس خدمت سے محروم ہوں. آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا دستور ہے کہ جب تک بھوک غالب نہ ہو کھانا نہیں کھاتے اور ابھی کچھ بھوک باقی ہوتی ہے کہ کھانے سے ہاتھ روک لیتے ہیں۔ حکیم نے عرض کی کہ بس ان کی تندرستی کا موجب یہی ہے — زمین بوسید و برفت - یعنی زمین چومی اور گیا۔

کتاب لطائف قدوسی فارسی مشتمل بر حالات و مقامات حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تصوف کی بہترین اور پرانی کتاب ہے اس کے صفحہ ۹ پر ہے کہ میاں تاجن دیوانہ قصبہ ردولی میں تھے جو حضرت قطبی ؒ سے گفتگو کرتے وقت ہوشیار رہتے اور جب کسی اور سے ہمکلام ہوتے تو دیوانہ ہوتے. ایک دن آپ نے اُس سے پوچھا کہ تمہارا یہ حال کیسے ہوا اس نے کہا کہ ایک رات حضرت خواجہ خضر علیہ السلام آئے اور کہا کہ عشق کا دریا موج میں آنا چاہتا ہے اُسی دن سے میری یہ حالت ہے وہ اُسی وقت آپکے سامنے جھکا اور رکوع کیا۔ اسی طرح جامع الصغیر سے ثابت ہے۔"لا بأس بوضع الخدین بین یدی المشائخ" یعنی مشائخ کے سامنے رخساروں کو زمین پر رکھنے سے حرج نہیں۔ قلائد الجواہر میں ہے کہ ایک دفعہ یکصد فقہاء نے حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ سے مناظرہ کرنا چاہا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے عناد اور تعصّب ہے جس کی وجوہات بہت ہیں جو ہم کچھ تو عرض کر چکے اور باقی کسی علیحدہ رسالہ میں تحریر کریں گے مختصر یہ کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے متوسلین کو تنبیہ فرمائی ہے کہ شیخ کے حق میں غلو کرتے ہیں اور سب اولیاء ما تقدم و ما تاخر سے آپکو افضل جانتے ہیں اور معلوم نہیں کہ سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی اور کو حضرت شیخ پر فضیلت دیتے ہوں اور یہی افراط محبت اور غلو ہے۔ مکتوبات شریف جلد ۱ صفحہ ۱۸۰، ۱۹۳؀

حضور غوث پاک کے سینہ مبارک سے ایک نور نکلا جو سو فقہاء کے سینوں میں جلوہ زن ہوا فقہاء کو وجد ہوا اور چلانے لگے اپنے سروں سے پگڑیاں اتاریں اور حضور رضی کے قدموں پر سر رکھ دیئے۔ خانصاحب بریلوی اپنی کتاب فتاویٰ افریقہ کے صفحہ ۸۷ میں فرماتے ہیں۔ جس عبارت کا عنوان حسب ذیل اپنی ہی قلم سے یہ لکھا ہے۔

اولیاء کے قدموں پر گرنا اور پاؤں چومنا

عنوان مذکورہ کے تحت خان صاحب بریلوی نے حضرت احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کے پاس کسی شخص کے ایک دبلا بیل لانے کی نقل لکھی ہے کہ اس نے آکر عرض کی اے میرے آقا میرا اور میرے بال بچوں کا قوت اسی بیل کے ذریعہ سے ہے اب یہ ضعیف ہو گیا اس کے لئے قوت و برکت کی دعا فرمائیے حضرت نے فرمایا شیخ عثمان بن مرزوق (بطائحی رضی اللہ عنہ) کے پاس جا اور انہیں میرا سلام کہہ اور ان سے میرے لئے دعا چاہ وہ بیل کو لے کر یہاں حاضر ہوا اور دیکھا کہ حضرت سیدی عثمان تشریف فرما ہیں اور ان کے گرد شیر حلقہ باندھے ہیں۔ یہ پاس حاضر ہوتے ڈرا۔ فرمایا آگے آ۔ قریب گیا قبل اس کے کہ یہ حضرت رفاعی کا پیام پہنچائے سیدی عثمان نے خود فرمایا کہ میرے بھائی شیخ احمد پر سلام اللہ میرا اور انکا خاتمہ بالخیر فرمائے پھر ایک شیر کو اشارہ فرمایا کہ اٹھ اس بیل کو پھاڑ، شیر اٹھا اور بیل کو مار کر اس میں سے کھایا حضرت نے فرمایا اب اٹھ آ وہ اٹھ آیا۔ پھر دوسرے شیر سے فرمایا اٹھ اس میں سے کھا، وہ اٹھا اور کھایا۔ پھر اسے بلا لیا، تیسرا شیر بھیجا، یونہی ایک ایک شیر بھیجتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے سارا بیل کھا لیا۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ بطیحہ کی طرف سے ایک بہت فربہ بیل آیا اور حضرت کے سامنے کھڑا ہوا، حضرت نے اس شخص سے فرمایا اپنے بیل کے بدلے یہ بیل لے لو۔ اس نے اسے تو پکڑ لیا مگر دل میں کہتا تھا میرا بیل تو مارا گیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اس بیل کو میرے پاس پہچان کر مجھے ستائے۔ ناگاہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور حضرت کے دست مبارک کو بوسہ دے کر عرض کی یا سیدی نذرت لک ثورا واتیت بہ الی البطیحۃ فاستلب منی ولا ادری این ذھب اے میرے مولیٰ میں نے ایک بیل حضور کی نذر کر رکھا تھا اسے بطیحہ تک لایا وہاں سے میرے ہاتھ سے چھن گیا۔ معلوم نہیں کہاں گیا

فرمایا قد وصل الینا ھاھو تراہ ہمیں پہنچ گیا یہ دیکھو یہ تمہارے سامنے ہے وہ شخص قدموں پر گر پڑا اور حضرت کے پائے مبارک چوم کر کہا۔ اے میرے مولیٰ خدا کی قسم اللہ نے حضرت کو ہر چیز کی معرفت بخشی اور ہر چیز یہاں تک کہ جانوروں کو حضرت کی پہچان کرادی حضرت نے فرمایا یاھذا ان الحبیب لا یخفی عن حبیبہ شیئاً ومن عرف اللہ عزوجل عرفہ کل شیٔ اے شخص بیشک محبوب اپنے محبوبوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھتا۔ یہاں خود ہی خانصاحب نے قدموں پر گرنا جائز کہا۔

خانصاحب اسی کتاب فتاویٰ افریقہ کے صفحہ ۹۷ کے حاشیہ پر یہ عنوان تحریر فرماتے ہیں

تعظیم انبیاء و اولیاء میں جتنے نئے طریقے ایجاد کرو جن سے ممانعت نہ ہو سب خوب و مستحسن ہے

عنوان مذکورہ کے ماتحت خانصاحب رقمطراز ہیں :۔ افعال تعظیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لئے راہ احداث کشادہ ہے۔ جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجا لائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے سجدہ بلفظہٖ اس عبارت میں خانصاحب نے صرف سجدہ کو مستثنیٰ فرمایا ہے اور یہ تصریح نہیں فرمائی کہ سجدہ سے مراد سجدۂ عبادت ہے یا سجدۂ تعظیم۔ پس بموجب قاعدۂ اصول المطلق اذا اطلق یراد بہ الفرد الکامل۔ یہاں سجدۂ عبادت ہی مراد ہے۔ پس انحنا یعنی جھکنا اور زمین بوسی و قدموں پر سر رکھنا وغیرہ نہ تو سجدۂ عبادت میں داخل ہیں۔ نہ سجدۂ تعظیم میں جن غیر مشہور کتابوں کے حوالوں سے خانصاحب نے امور مذکورہ کو داخل سجدہ تعظیم کرنے کی کوشش کی ہے وہ حجت نہیں کیونکہ ہر چہار سلاسل کے اکابر اولیاء اللہ کے اقوال و عمل سے امور مذکورہ ثابت ہیں۔ کما مرّ اور مشائخ اہل اللہ کے مقابلہ میں کسی خشک زاہد یا عالم کا قول کالعدم ہے حالانکہ فقہاء کرام کے فتاویٰ میں بھی جواز موجود ہے فتاویٰ قاضی خاں صہ۷۹۳ جلد ۴ میں ہے قال بعضھم ان اراد بہ تعظیم المسلم لاسلامہ فلا باس بہ اذا سجد للسلطان ان کان قصدہ التعظیم والتحیۃ دون العبادۃ لا یکون ذلک کفرا (فتاویٰ ہندیہ) ترجمہ اردو فتاویٰ عالمگیری کتاب الکراہت صہ۸۲ جلد ۹ میں ہے : والدین کی قبر کو بوسہ دینے میں کچھ مضائقہ نہیں اور یہ جو کہا گیا کہ ولی اللہ مشائخ اہل اللہ کے کلام کے مقابلہ میں کسی مجتہد فقیہ خشک کا قول حجت نہیں خواہ وہ کتنا بڑا عالم ہو بالکل درست ہے کیونکہ

ولی اللہ کا الہام وکشف حجت ہے اور جو علماء اس کے خلاف ہیں اُن کی مراد مسائل منصوصہ اور غیر منصوصہ کی قید ہے۔ کوئی خشک ملا خواہ مجتہد یا فقیہ اعظم ہو ولی اللہ کے مقابلہ میں طفل مکتب کا حکم رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ عوارف المعارف میں فرماتے ہیں ویکرہ للقوم حضور غیر الجنس عندھم فی السماع کمتزھد کا ذوق لہ من ذلک یعنی عاشقان الٰہی اپنی مجلس سماع وحلقہ میں زاہد خشک غیر جنس کو حاضر نہ ہونے دیں حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ قول الجمیل میں فرماتے ہیں۔ منھا ان لا یصحب جھال الصوفیۃ ولا جھال المتعبدین ولا المتقشفۃ من الفقھاء ولا الظاھریۃ من المحدثین یعنی یہ وصیت ہے کہ صحبت نہ اختیار کرے صُوفیان جاہل کی اور نہ جاہلان عبادت شعار کی اور نہ فقیہوں کی جو زاہد خشک ہیں اور نہ محدثین ظاہری کی۔ شیخ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ میں فرماتے ہیں:" اذا حضر غیر الجنس من منکر السماع متزھد الظاھر غلس من لطائف القلوب کان مستثقلا فی المجلس واشتغل القلب بہ" یعنی عاشقوں کے حلقہ اور مجلس میں جب کوئی منکر سماع زاہد خشک لطائف قلبیہ سے محروم حاضر ہو تو وہ عاشقان الٰہی پر گراں گذریگا اور دل اس کی طرف مشغول رہیگا۔ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مکیہ جلد دوم صفحہ ۵۳۷ میں رقمطراز ہیں۔ ان لا یکون فیھم من لیس من جنسھم اوغیر مومن بطریقھم یعنی عاشقوں کے حلقہ میں غیر جنس یا جو ان کے طریق پر ایمان نہیں رکھنے والا موجود نہ ہونا چاہیئے۔ کیمیائے سعادت رکن ۴ اصل ۹ میں شیخ الاسلام امام والامقام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس عالم نے فقط فقہ حدیث تفسیر میں محنت کی وہ بھی اس مضمون میں عامی ہے۔ جس شخص نے علم کلام میں محنت کی وہ بھی اس حقیقت حال میں عامی ہے۔۔۔۔۔۔ معرفت اور ہی کوچہ ہے اس کوچہ کے رہنے والے اور ہی لوگ ہیں۔ ؎ منزل عشقش مکان دیگر است ؛ مرد آں رہ را نشان دیگر است۔

پس جو روایت یا حدیث کامل اکمل ولی اللہ واصل باللہ نقل کرے وہ صحیح ہے۔ اگرچہ محدثین نے اس کو موضوع کہا ہو کیونکہ اُس کی ملاقات بلا واسطہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے۔ محدثین کا دار و مدار سماعت پر ہے جو ظنی ہے سچا الہام حجت شرعی ہے۔ جن لوگوں نے الہام کو مطلق حجت شرعی نہیں مانا وہ خطا پر ہیں۔ دیکھو جب خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہُوا کہ فوج کا سپہ سالار حضرت ساریہ رض بے موقع کھڑا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا:۔ یاسادیۃ الجبل اور اس الہام کی کسی آیت یا حدیث سے موافقت نہیں ڈھونڈھی بلا دلیل اس پر یقین کیا۔ میزان کبریٰ صفحہ ۱۳ میں امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: صاحب ھذا

الکشف قد ساوی المجتہدین فی مقام الیقین وربما زاد لبعضہم لاعتراف علمہ من عین الشریعۃ ترجمہ:۔ صاحب کشف مقام یقین میں مجتہدین کے برابر ہے۔ اور کبھی کبھی بعض مجتہدین سے سبقت لے جاتا ہے کیونکہ رئیس الصوفیہ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات مکیہ میں ایک باب باندھا ہے۔ کہ اہل ولایت کشف کے ذریعہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام پوچھ لیتے ہیں:۔ ان احدھم اذا احتاج فی واقعۃ اوسوال عن حدیث رائی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فینزل جبرئیل علیہ السلام فیسالہ عما احتاج الیہ الولی فیجیبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویسمع ھذا الولی فیعی ماقال صلی اللہ علیہ وسلم قال ھذا کما سائل جبرئیل علیہ السلام من الایمان وشرائع الاسلام فاجابہ صلی اللہ علیہ وسلم ووعوہ قال نصحمن ھذا الطریق احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرب حدیث صحیح عند اھل الفن لایثبت عندنا من ھذا الطریق ورب موضوع عندھم نصحح بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا حدیث قلتہ

ترجمہ:۔ جب کسی کو ان میں سے کسی واقعہ میں حدیث کی حاجت ہوتی ہے تو وہ (ولی اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو جاتا ہے پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہو جاتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ مسئلہ جس کی ولی اللہ کو ضرورت ہوتی ہے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھ کر اُس ولی اللہ کو بتا دیتے ہیں اور اس کو ولی سنتا ہے اور یاد بھی کر لیتا ہے۔ جس طرح جبرئیل علیہ السلام نے ایمان اور اسلام کا سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سُن کر یاد کر لیا۔ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم (براہ راست) اس طریق سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی حدیثوں کی صحت کرا لیتے ہیں بہت احادیث ایسی ہیں جو محدثین کے نزدیک صحیح ہیں لیکن وہ ہمارے نزدیک صحیح نہیں اور بہت احادیث محدثین کے نزدیک موضوع ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے (بذریعہ الہام یا کشف) صحیح ہو جاتی ہیں اگر کہو کہ اس طرح ادلہ شرعیہ پانچ ہو جائیں گے حالانکہ وہ بالاتفاق چار ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اتفاق تو چار پر بھی نہیں کیونکہ بعض نے قیاس کے حجت شرعی ہونے سے انکار کیا ہے لہٰذا اگر کشف کے حجت ہونے پر اتفاق نہیں تو حرج نہیں علماء ظاہر کا اتفاق نہیں تو اہل کشف والہام کا اتفاق تو ہے۔

اتحاف العارفین شیخ محمد برسی رح طبقات الاولیاء امام عبدالوہاب شعرانی رح اور طبقات الملقن میں چند حکایات منقول ہیں جن سے ثابت ہے کہ اہل اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی حدیثوں کی صحت دریافت فرما لیتے ہیں منجملہ ہم ایک حکایت نقل کرتے ہیں: قال ایضاً حکی عن بعض الاولیاء انہ حضر مجلس فقیہ فروی ذالک الفقیہ حدیثاً فقال لہ الولی ھذا باطل قال من این لک ھذا فقال ھذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم واقف علی رأسک یقول انی لم اقل ھذا الحدیث وکشف لذالک الفقیہ فرای النبی صلی اللہ

علیہ وسلم۔ دراسات صـ۳۱ خلاصہ یہ کہ ایک ولی اللہ ایک فقیہہ کی مجلس میں حاضر ہوئے اس فقیہ نے ایک حدیث روایت کی تو اُس ولی اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث باطل جھوٹی ہے۔ فقیہ نے کہا کہ تم نے کس طرح جانا کہ یہ حدیث جھوٹی ہے۔ ولی اللہ نے جواب دیا دیکھ تیرے سر پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر فرما رہے ہیں کہ میں نے یہ حدیث نہیں کہی۔ اُس وقت اس فقیہ کو بھی کشف ہو گیا۔ اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سر پر کھڑے ہوئے دیکھ لیا۔ پس کشف والہام قلندر داصل باللہ فنا فی الرسول کا حجت ہے۔ خضر علیہ السلام بقول جمہور علماء نبی نہیں ہیں۔ مگر انہوں نے اپنے الہام یقینی کی بنا پر قتل نفس زکیہ وغیرہ کیا۔ حضرت خضر والیاس علیہما السلام کی حیات وموت کے بارے میں سخت اختلاف ہے۔ خصوصاً صاحب کتاب البدایہ والنہایہ نے خضر علیہ السلام کی موت کے متعلق وہ دلائل دیئے ہیں۔ جن کا جواب نہیں ہو سکتا۔ اور دلائل حیات خضر علیہ السلام کے ایسے جواب دیئے ہیں جن کا جواب ممکن نہیں۔ حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ مصنف تفسیر مظہری جلد ۶ صـ۶۲ پر رقمطراز ہیں اور فرماتے ہیں کہ حضرت امام ربانی قطب یزدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الہام کے سوا خضر علیہ السلام کی حیات وممات کا مسئلہ حل ہو ہی نہیں سکتا۔ وھذہ عبارتہ ولا یمکن حل ھذا الاشکال الا بکلام المجدد الالف الثانی رضی اللہ عنہ فانہ سئل من حیوۃ الخضر علیہ السلام ووفاتہ توجہ الی اللہ سبحانہ مستعلماً من جنابہ عن ھذا الامر فرأی الخضر علیہ السلام حاضراً عندہ فسألہ عن حالہ فقال انا والیاس لسنا من الاحیاء من ارشاد الضال واغاثۃ الملھوف اذا شاء اللہ وتعلیم علم اللہ فی واعطاء النسبۃ لمن شاء اللہ تعالیٰ وجعلنا اللہ تعالیٰ معیناً للقطب المدار من اولیاء اللہ تعالیٰ الذی جعلہ اللہ تعالیٰ مداراً للعالم جعل بقاء العالم ببرکت وجودہ وافاضتہ وقال الخضرؑ ان القطب فی ھذا الزمان فی دیار الیمن متبع للشافعی فی الفقہ قال فنحن نصلی مع القطب صلوۃ علی مذھب الشافعی فبھذا الکشف الصحیح اجتمع الاقوال وذھب الاشکال والحمد للہ الکبیر المتعال۔ خلاصہ یہ کہ مسئلہ حیات وممات خضر علیہ السلام کی مشکل کا حل ہونا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام کے سوا ممکن ہی نہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیات وممات حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق سوال کئے گئے تو آپ نے حضرت رب العزت سبحانہٗ وتعالیٰ کی جناب میں توجہ فرمائی تو حضرت خضر علیہ السلام آپ کے سامنے حاضر ہو گئے آپ نے ان کو ان کے حال سے پوچھا (کہ آپ زندہ ہیں یا مردہ) تو خضر علیہ السلام نے کہا کہ میں اور حضرت الیاسؑ زندوں سے نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے روحوں کو قوت عطا کی ہے جس کے ذریعہ سے ہم متجسد ہو کر زندوں کے سے کام کرتے ہیں۔ گمراہوں کی رہنمائی کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ چاہے مصیبت زدہ کی فریاد رسی کرتے ہیں علم لدنی کی تعلیم اور اعطائے نسبت کرنا جس کے لئے اللہ تعالیٰ چاہے یہ بھی ہم کرتے ہیں اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے قطب مدار کے لئے مددگار بنایا ہے۔ جو اولیاء اللہ سے ہوتا ہے جس کے وجود کی برکت اور افاضہ سے بقاءِ عالم ہے۔

خضر علیہ السلام نے کہا کہ اس وقت قطب مدار دیار یمن میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا تابع ہے اور ہم دونوں قطب مدار کے ساتھ امام شافعی کے مذہب پر نمازیں ادا کرتے ہیں پس حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس کشف صحیح کی بنا پر خضر علیہ السلام کی حیات و ممات کے متعلق مختلف اقوال مجتمع ہو جاتے ہیں۔ اور اس مسئلہ کی مشکل حل ہو جاتی ہے۔ حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصنف تفسیر مظہری نے حضرت مجدد صاحب رضؓ کے کشف کو حجت شرعی قرار دے کر اس نزاع کو مٹا دیا۔ اب ہم حبیب قیوم مفتی عشق حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کی مثنوی شریف سے چند ابیات اپنے دعوے کے اثبات کے لئے پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہے کہ واصل باللہ مرد حق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں ہے۔ جو کچھ کہے حق ہے وہ مقام مشاہدہ اور دید میں ہے وہ محدثین کے اصول جس کا دار و مدار سماعت پر ہے اس کا پابند نہیں اس کا مقام یقینی ہے اور حدثنا اخبرنا انبانا ظنی ہیں۔ قال العارف الرومی رضی اللہ عنہ :-

خویش را صافی کن از اوصاف خود ؎ تا ببینی ذات پاک صاف خود

بینی اندر دل علوم انبیاء ؎ بے کتاب و بے معید و اوستا

گفت پیغمبر کہ ہست از امتم ؎ کہ بود ہم گوہر و ہم ہمتم

مر مرا زاں نور بیند جان شاں ؎ کہ من ایشاں را ہمی بینم ازاں

بے صحیحین و احادیث و روات ؎ بلکہ اندر مشرب آب حیات!

آنکہ از حق یابد او وحی و خطاب ؎ ہر چہ فرماید بود عین صواب

چوں تیمم با وجود آب داں ؎ علم نقلی با دم قطب زماں

با چنیں نورے چوں پیش آری کتاب ؎ جان وحی آسائے او آرد عتاب

یعنی تو آپ کو اپنے اوصاف بشری سے صاف کر تو دیکھے گا کہ تیری ذات کیسی پاک وصاف ہے جو علوم کہ انبیاؑ کو حاصل تھے ان کو تو اپنے دل میں بے کتاب اور بے اعادہ بار بار سبق اور بے استاد کے موجود پائیگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت سے ایسے لوگ ہیں کہ میرے ہم گوہر اور ہم ہمت ہیں مجھ کو ان کی جان اس نور سے دیکھے گی جس نور سے میں ان کو دیکھ رہا ہوں اور یہ دیکھنا بغیر بخاری اور مسلم اور حدیثوں اور راویوں کے ہے یعنی صحیحین اور احادیث اور روایات پر موقوف نہیں بلکہ آب حیات کے مشرب سے الہام قطعی یقینی پر اس کا مدار ہے جو شخص حق تعالیٰ سے الہام اور خطاب پائے وہ جو کچھ بھی کہے عین صواب ہوتا ہے اور قطب زمان کے علم باطنی کے مقابلہ میں یہ نقلی ظاہری علوم وہی حقیقت رکھتے ہیں جو پانی کے سامنے تیمم کی ہے یعنی آب آمد تیمم برخاست یعنی ہیچ ہیں تو پھر ایسے نور کے سامنے جو قلندر فنافی الرسول یا قطب زماں کہ یہ ایک ہی ہیں جب تو کتاب پیش کرے تو اس مرد خدا کی جان جو وحی کی طرح ہے عتاب لائے گی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے قلت یا رب ما علم العلم قال اللہ تعالیٰ یا غوث الاعظم علم العلم الجہل عن العلم کما قال ابو بکر الصدیق العجز عن درک الادراک ادراک پس علماء بے عمل اس فضیلت کے اہل نہیں جو قرآن حدیث میں وارد ہے۔ ایسے علماء کو مخاطب کر کے غوث الثقلین رحؒ ارشاد فرماتے ہیں انی اراک تزداد علماً ظاہراً و جہلاً باطناً - یعنی بہ تحقیق میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ جوں جوں تیرا علم ظاہری بڑھتا جا رہا ہے اس کیساتھ اسی قدر جہالت باطنی بھی زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ اگر تمام عمر تحصیل علوم کے بعد انسان کو کسی مرد حق کی غلامی حاصل ہونے سے اپنی جہالت کا اقرار ہو تو یہ معرفت اور عرفان ہے۔ قال الرازی رحمۃ اللہ عنہ و نافہ - ہرگز دل من ز علم محروم نشد ـ کم بود ز اسرار کہ مفہوم نشد ہفتاد و دو سال سعی کردم آخر ـ معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد خود میرے بعض یاران طریقت کو اس مسئلہ میں میرے ساتھ اختلاف ہے اور یہ اختلاف کچھ حارج نہیں ایسا اختلاف شیخین رضؓ اور ائمہ کرام میں بھی موجود ہے لہٰذا ہم اس مسئلہ میں ہر اس صاحب سے جو بہ غرض تحقیق حق مناظرہ کرے گفتگو کرنے کو تیار ہیں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ؕ